سورۃ التوبہ

Chapter 9 — Back to the right path

آیات 129

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝1

1-(اے اہلِ ایمان)! تم نے جن مشرکوں کے ساتھ معاہدے کیے ہوئے تھے(وہ تو اُن صلح اور امن کے معاہدوں کو فتنہ و فساد برپا کرنے والی نیت سے توڑنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ لہٰذا، سب کو اس سے خبردار ہو جانا چاہیے) کہ اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے ایسے تمام معاہدوں کو کالعدم قرار دے دیا گیا ہے۔

فَسِيْحُوْا فِى الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِى الْكٰفِرِيْنَ ۝2

2-پھر(اس کے بعد ان مشرکوں کو) چار مہینے تک اس سرزمین پر رہنے کی مہلت دی جاتی ہے(پھر یا تو وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو جائیں یا حدودِ حرم سے نکل جائیں۔ ورنہ جنگ ہوگی۔ اور یاد رکھو! کہ اپنی جانوں اور حربوں سے) تم اللہ کو بے بس نہیں کرسکتے۔ اور وہ کافروں کو یعنی ان لوگوں کو رُسوا کر کے رکھ دے گا جنہوں نے نازل کردہ حقیقتوں کو تسلیم کرنے سے انکار کر کے سرکشی اختیار کر رکھی ہے۔

وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِىْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ۬ وَرَسُوْلُهٗ ؕ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ۝3

3-اور(یہ) حجِ اکبر کے دن اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے تمام انسانوں کی طرف اعلان کیا جاتا ہے! کہ اللہ اور اس کا رسول مشرکین سے بری الذمہ ہیں۔ پھر بھی اگر یہ توبہ کرلیں تو یہ انہی کے لئے بہتر رہے گا۔ لیکن اگر انہوں نے اسی طرح منہ موڑے رکھا تو پھر یہ اس خیال کو دل سے نکال دیں کہ یہ اللہ کو بے بس کر دیں گے۔ اور کافروں کو یعنی ان لوگوں کو جنہوں نے نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین سے انکار کر کے سرکشی اختیار کر رکھی ہے انہیں (اللہ کی جانب سے ایسے) عذاب کی بشارت دی جاتی ہے جو غم والم پیدا کرنے والا ہوگا۔

اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـًٔا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝4

4-(اور اے اہلِ ایمان)! مشرکوں میں سے سوائے ان کے جن کے ساتھ تم نے معاہدے طے کر رکھے ہیں اور انہوں نے نہ تو اپنے معاہدے پورے کرنے میں کسی قسم کی کمی کی اور نہ ہی تمہارے خلاف کسی کو مدد دی، تو ان کے ساتھ جتنی مدت کے لئے معاہدہ ہوا تھا اس مدت کو پورا کرو۔ کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ اللہ ایسے لوگوں سے محبت کرتا ہے جو تباہ کن نتائج

سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام وقوانین کو اختیار کیے رکھتے ہیں۔

فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۵

5-لہٰذا، جب حرمت والے (امن کے) مہینے گزر جائیں (اور نہ ہی یہ دائرہ اسلام میں داخل ہوں اور نہ ہی کسی دوسری جگہ منتقل ہوں تو پھر لامحالہ ان کے خلاف جنگ شروع ہو جائے گی تب) انہیں جہاں پاؤ قتل کرو، گرفتار کرو، ان کا محاصرہ کرو اور ہر جگہ ان کی تاک میں رہو لیکن اگر یہ توبہ کرلیں اور صلواۃ قائم کرنے اور زکواۃ کی ادائیگی پر عمل کریں تو ان کا راستہ چھوڑ دو کیونکہ اللہ (اپنے قوانین کے مطابق جن کو مناسب سمجھتا ہے) حفاظت میں لے لینے والا ہے اور سنورنے والوں کی قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے۔

وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝۶ ع 1/6 7

6-اور (یہ بھی یاد رکھو! کہ) اگر مشرکین میں سے کوئی شخص پناہ مانگ کر تمہارے پاس آنا چاہے (تا کہ اللہ کا کلام سنے) تو اسے پناہ دے دو یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سن لے پھر اسے اس کی امن والی جگہ تک پہنچا دو۔ یہ اس لئے ہے کہ یہ ایسی قوم کے لوگ ہیں جن کے پاس علم نہیں۔

كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝۷

7-(اور کیا تم نے غور کیا کہ) اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک ایسے مشرکوں سے کس طرح عہد و پیمان ہو سکتے ہیں (جو بار بار اپنے معاہدوں کو توڑتے ہیں)۔ البتہ جن لوگوں کے ساتھ تم نے مسجد الحرام کے پاس معاہدہ کیا ہے تو اسے اس وقت تک نبھایا جائے جب تک کہ وہ اسے نبھاتے رہیں کیونکہ اس میں کوئی شک وشبہ والی بات ہی نہیں کہ اللہ ایسے لوگوں سے محبت کرتا ہے جو تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اس کے احکام وقوانین کو اختیار کئے رکھتے ہیں۔

كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝۸

8-(اور) ان لوگوں کے ساتھ بھلا کیا عہد ہو سکتا ہے جن کا حال یہ ہے کہ اگر وہ تم پر غالب آ جائیں تو تمہارے معاملہ میں کسی قرابت کا لحاظ نہ کریں اور نہ ہی کسی معاہدے کی (ذمہ داری کا پاس کریں گے)۔ یہ اپنی باتوں سے تمہیں راضی رکھنے کی کوشش کرتے ہیں مگر ان کے دل (سچائیوں سے) انکار کررہے ہوتے ہیں۔ (حقیقت یہ ہے کہ) ان کے اکثر

لوگوں نے اللہ کے نشو ونما دینے والے احکام وقوانین کی حفاظت سے نکل کر خرابی پیدا کرنے والا راستہ اختیار کر رکھا ہے۔

اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۹

9-(اس سے بھی آگاہ رہو کہ اہلِ کتاب کے وہ لوگ جو فاسق ہوتے ہیں) وہ ذرا سے فائدے کی خاطر اللہ کے احکام کو بیچ ڈالتے ہیں (یعنی وہ مفادات حاصل کرنے کے لئے انسانوں کی خواہشات کے مطابق ان میں تبدیلی کرتے رہتے ہیں)۔اورلوگوں کواللہ کے راستے کی جانب آنے سے روکتے رہتے ہیں۔مگر حقیقت تو یہ ہے کہ وہ کس قدر بری (حرکت ہے) جو یہ کرتے رہتے ہیں۔

لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ۝۱۰

10-(ان کا حال تو یہ ہے کہ اس نازل کردہ نظامِ زندگی کو تسلیم کرنا تو ایک طرف) یہ لوگ جنہوں نے اس کو تسلیم کر رکھا ہے ان کے معاملہ میں نہ کسی قرابت کا لحاظ کرتے ہیں اور نہ کسی عہد کی (ذمہ داری کا پاس کرتے ہیں)۔چنانچہ یہ ہیں وہ لوگ جو طے شدہ حدوں کو توڑنے والے ہیں۔

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ؕ وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝۱۱

11-البتہ اگر یہ لوگ توبہ کرلیں اور نظامِ صلواۃ کے قیام (واستحکام کے لئے تمہارے ساتھ شامل ہوجائیں) اور زکواۃ کی ادائیگی (کے نظام پر عمل کریں) تو اس طرح وہ تمہارے دینی بھائی شمار ہوں گے۔چنانچہ وہ قوم جو علم رکھنے والی ہے اس کے لئے ہم اپنے احکام وقوانین کو تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔

وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ۝۱۲

12-لیکن اگر وہ معاہدہ کرلینے کے بعد اپنی قسموں کو توڑ ڈالیں اور تمہارے دین کی توہین شروع کردیں تو پھر کفر کے ان سرغنوں کے خلاف جنگ کی جائے تاکہ یہ باز آجائیں۔کیونکہ اس میں کوئی شک وشبہ والی بات ہی نہیں کہ ان کی قسموں کا اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔

اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۱۳

13-(اے اہلِ ایمان! ذرا غور کرو کہ مخالفین جو اپنی دشمنی میں ہر حربہ آزمارہے ہیں) تو کیا تم ایسے لوگوں کے خلاف جنگ نہیں کروگے جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا اور (جنہوں) نے تہیہ کرلیا تھا کہ رسول کو اس کے گھر بار سے باہر نکال

دیں گے۔(اور پھر بعد میں پیچھا نہ چھوڑا اور تمہارے خلاف جنگ) کرنے کی پہل بھی انہی کی طرف سے ہوئی تو کیا تم ان سے خوفزدہ ہو (کہ ان سے جنگ نہ کی جائے۔لیکن اگر بات خوف کی ہے تو پھر) اللہ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اگر تم مومن ہو تو پھر اسی سے ڈرو۔

قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۴﴾

14-(بہر حال) تم ان کے خلاف جنگ کے لئے نکل کھڑے ہو۔(اور پھر دیکھو کہ) اللہ کس طرح تمہارے ہاتھوں سے انہیں سزا دلواتا ہے اور ذلیل ورسوا کرتا ہے اور تمہاری مدد کرتا ہے۔(اور ان پر ایسا غلبہ عطا کرے گا کہ) جس سے ایمان رکھنے والی قوم کے دلی دکھ دور ہو جائیں گے۔

وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ۗ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۵﴾

15-اور وہ غصہ وکرب (جس میں اہلِ ایمان اتنی طویل مدت تک مبتلا رہے) سب دُور ہو جائیں گے۔(لیکن ان کے اتنا کچھ کرنے کے باوجود ان کے لئے توبہ کے دروازے کھلے رہیں گے) اور اللہ جس کے لئے مناسب سمجھے گا اس کی توبہ قبول کرلے گا۔کیونکہ اللہ ہر بات کو جانتا ہے اور حقائق کی باریکیوں کے مطابق درست اور نادرست کی اٹل حدیں مقرر کر کے فیصلے کرنے والا ہے۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ۗ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾

ع 2 10 8

16-(لیکن تمہیں آگاہ رہنا چاہیے کہ توبہ کر لینے کے بعد اور اہلِ ایمان میں شامل ہو جانے کے بعد ابھی آزمائش کے مرحلے تو باقی ہیں جن سے تمہیں گزرنا ہوگا، کیونکہ) کیا تم سمجھ رہے ہو (کہ چونکہ تم نے ایمان کا اقرار کرلیا ہے اس لئے) تم یونہی چھوڑ دیے جاؤ گے؟ (اور نہ تم آزمائے جاؤ گے اور نہ ہی تمہاری باز پرس ہوگی؟ یاد رکھو)! کہ ابھی اللہ نے یہ تو دیکھا ہی نہیں کہ تم میں سے کون وہ لوگ ہیں جو جہاد (کی آواز پر کہتے چلے آتے ہیں کہ! لو ہم آ گئے) اور وہ اللہ اور اس کے رسول اور اہلِ ایمان کے علاوہ اور کسی کو اپنا راز دار نہیں بناتے کیونکہ اللہ کو تو ہر چیز کی خبر ہے جو تم کرتے ہو (اس لئے اسے کوئی بھی دھوکہ نہیں دے سکتا)۔

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ۗ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚ وَفِى النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۷﴾

17-لیکن وہ لوگ (جو توبہ کرنے والوں میں شامل ہی نہیں) اور انھوں نے اللہ پر بھروسہ کم کر کے اللہ کے اختیارات میں

کسی اور کو بھی شریک کر رکھا ہے یعنی مشرکین، تو یہ (نظامِ توحید کے مرکز یعنی) اللہ کی مسجدوں کو آباد کرنے کا باعث نہیں بن سکتے کیونکہ یہ تو خود اپنے اوپر گواہی دے رہے ہیں (کہ وہ توحید کے بارے میں) نازل کردہ سچائیوں کو تسلیم ہی نہیں کرتے۔ (چنانچہ اسی وجہ سے) ان کے اعمال ضائع ہو گئے اور (نتیجہ یہ نکلا کہ) انہیں جہنم کی آگ میں جانا ہو گا جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰۤى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۸﴾

18-(ان کے برعکس) اللہ کی مسجدوں کو آباد کرنے والے صرف وہی لوگ ہو سکتے ہیں جو اللہ کو اور یومِ آخرت کو تسلیم کرتے ہیں اور نظامِ صلواۃ کے قیام (واستحکام کی جدوجہد میں شامل ہو جاتے ہیں) اور زکواۃ کی ادائیگی (کے نظام پر) عمل کرتے ہیں۔ اور سوائے اللہ کے کسی سے خوف زدہ نہیں ہوتے۔ لہٰذا، ہدایت پانے والوں میں یہ لوگ (ہدایت) کے زیادہ قریب ہیں۔

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾

19- لیکن (یہ بھی یاد رکھو کہ) کیا تم سمجھتے ہو کہ حاجیوں کو پانی پلانے سے اور خانہ کعبہ کی آبادکاری کے مختلف کام سرانجام دے دینے سے (انسان اس شخص) کے برابر ہو جاتا ہے جو اللہ اور روزِ آخرت کو تسلیم کر لیتا ہے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے؟ (یقیناً) اللہ کے نزدیک (یہ دونوں) برابر نہیں ہیں۔ اس لئے (یاد رکھو کہ) اللہ ایسے لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا جو ظلم کرنے والے ہوں (یعنی جو دوسروں کے حقوق کم کر کے یا ان سے انکار کر کے زیادتی و بے انصافی کرنے والے اور انسانوں پر ناجائز جبر و تشدد کرنے والے لوگ ہوں)۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۲۰﴾

20-(اللہ کے نزدیک تو انہی لوگوں کا درجہ بلند ہوتا ہے) جنہوں نے نازل کردہ سچائیوں اور احکام و قوانین کو تسلیم کر کے امن و بے خوفی کی راہ اختیار کر لی اور انہوں نے (اللہ کی مستقل اقدار کی حفاظت کی خاطر) ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرتے رہے۔ اللہ کے نزدیک درجات میں (یہ لوگ) بڑے عظیم ہیں۔ اور یہ وہی لوگ ہیں جو اپنی مرادیں پا لینے والے ہیں۔

يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ ﴿۲۱﴾

21- ان کا رب، انہیں اس بات کی خوشخبری دیتا ہے! کہ وہ ان پر راضی ہو گیا اور وہ ان کی قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جائے گا۔ اور ان کے واسطے جنتیں ہوں گی (یعنی ابدی مسرتوں سے لبریز راحتوں کے مقامات ہوں گے) جن میں اذیتوں سے محفوظ ہمیشہ قائم رہنے والی خوشگواریاں اور سرفرازیاں ہوں گی۔

خٰلِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿۲۲﴾

22- (اور) وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور اس میں کوئی شک و شبے والی بات ہی نہیں کہ اللہ کے پاس (ایسے لوگوں کی خدمات کا) عظیم صلہ ہے (جو انہیں میسر آئے گا)۔

يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تَتَّخِذُوٓا اٰبَآءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَآءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُونَ ﴿۲۳﴾

23- اے اہلِ ایمان! (اس حقیقت کو یاد رکھو کہ اب قربت کا تعلق خاندانی رشتوں کی بنیاد پر نہیں بلکہ نازل کردہ دین کی بنیاد پر ہوگا۔ لہٰذا) اگر تمہارے باپ اور بھائی بھی ایمان کے مقابلہ میں کفر کو زیادہ پسند کریں تو تم انہیں اپنا دوست مت بناؤ۔ اور (یاد رکھو کہ) تم میں سے جو بھی انہیں اپنا دوست بنائیں گے تو پھر یہی لوگ ہیں جو ظلم کرنے والوں میں (شمار ہوں گے)۔

قُلْ إِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَأَبْنَآؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ ٱقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهٖ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهٖ فَتَرَبَّصُوا حَتّٰى يَأْتِيَ اللّٰهُ بِأَمْرِهٖ ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِينَ ﴿۲۴﴾

ع 3 8 9

24- (چنانچہ اے رسولؐ! ان لوگوں سے) کہہ دو! کہ اگر تمہارے باپ، بیٹے، بھائی، اور تمہارے عزیز و اقارب اور مال و دولت جو تم کماتے ہو اور وہ تجارت جس کے مندا پڑ جانے سے تم ڈرتے ہو اور تمہارے وہ گھر جو تم کو پسند ہیں (تو اگر ان میں سے کوئی چیز بھی) تمہیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ عزیز ہے تو پھر انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم تمہارے سامنے لے آئے۔ (کیونکہ اس کا نتیجہ تو پھر اللہ کے قانون کے مطابق ہوگا کہ) اللہ ایسے لوگوں کو اطمینان بھری منزل کو جانے والی درست و روشن راہ نہیں دکھاتا جو اللہ کے نشو و نما دینے والے احکام و قوانین کی حفاظت سے نکل کر بے اطمینانی اور خرابیاں پیدا کرنے والا راستہ اختیار کرتے ہیں۔

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِينَ ﴿۲۵﴾

25-(تم سمجھتے ہو کہ ان چیزوں کو اگر ترجیح نہ دی گئی تو تم بے یارومددگار رہ جاؤ گے، حالانکہ) یہ حقیقت ہے کہ اللہ بہت سی جگہوں پر تمہاری مدد کر چکا ہے (جیسے کہ جنگِ) حنین کے دن جب تم اپنی تعداد کی کثرت پر اترا گئے تھے۔ لیکن (دشمن کے مقابلہ میں تمہاری کثرت) کسی کام نہ آسکی اور زمین اپنی وسعت کے باوجود تم پر تنگ ہوگئی اور تم پشت دکھاتے ہوئے پھر گئے تھے۔

ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ۝۲۶

26-پھر اللہ نے اپنے رسول پر اور اہلِ ایمان پر سکون نازل کر دیا اور اس نے ایسے لشکر نازل کیے جو تمہیں نظر نہ آتے تھے (اور میدانِ جنگ کا نقشہ بدل گیا)۔ اور اس نے ان لوگوں کو سزا دی جو کفر کرنے والے تھے۔ اور یہی سزا ہے کفر کرنے والوں کی یعنی ایسے لوگوں کی جو نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین سے انکار کر کے سرکشی اختیار کیے رکھتے ہیں۔

ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۲۷

27-بہرحال (کیا تم نے غور کیا کہ گناہوں یا خطاؤں کی سزا دینے) کے بعد بھی اللہ جس کی مناسب سمجھتا ہے توبہ قبول کر لیتا ہے، کیونکہ اللہ حفاظت میں لے لینے والا ہے اور سنورنے والوں کی قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖۤ اِنْ شَآءَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۲۸

28-اے اہلِ ایمان! مشرکین ''اپنے عقیدے کے بُرے اثرات کی وجہ سے انسانی وقار کی نشوونما میں رکاوٹ بنتے ہیں (نجس)۔'' لہٰذا، اس سال کے بعد (یعنی فتح مکہ 9 ہجری کے بعد سے) وہ مسجد الحرام یعنی خانہ کعبہ کے نزدیک بھی نہ آئیں۔ اور اگر تمہیں (اندیشہ ہو کہ اُن کے نہ آنے سے وہاں کے کاروبار ماند پڑ جائیں گے) اور تم تنگدستی کے خوف میں مبتلا ہو جاؤ گے (تو مت گھبراؤ کیونکہ) بہت جلد اگر اللہ مناسب سمجھے گا تو اپنی فراوانیوں میں سے تمہیں مالدار کر دے گا۔ اور اس میں بھی کوئی شک وشبے والی بات نہیں کہ اللہ لامحدود علم رکھنے والا ہے اور حقائق کی باریکیوں کے مطابق ہی اٹل فیصلے کرتا ہے (اس لئے وہ جانتا ہے کہ کب کسی کو کیا عطا کرنا ہے)۔

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ۝۲۹

ع 4 5 10

29-(اے اہلِ ایمان! مشرکین کے علاوہ) تم اہلِ کتاب میں سے ان لوگوں کے ساتھ بھی جنگ کرو جو نہ اللہ کو اور نہ ہی یومِ آخرت کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور نہ ان چیزوں کو حرام مانتے ہیں جنہیں اللہ اور اس کے رسول نے حرام قرار دیا ہے اور نہ ہی یہ دینِ حق کو (یعنی نازل کردہ سچائیوں سے لبریز نظامِ زندگی کو) اختیار کرتے ہیں۔ (اس لئے اس طرح کے لوگ جو اہلِ کتاب بھی ہیں تو لڑو اُن سے) یہاں تک کہ وہ مغلوب ہو جائیں اور اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرُ ابْنُ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ۖ ذَٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ ۖ يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ ۚ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ ۚ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ﴿٣٠﴾

30-اور (ان اہلِ کتاب کی تو یہ حالت ہے کہ اللہ کی جانب سے وحی آ جانے کے باوجود) یہودی کہتے ہیں! کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور عیسائی کہتے ہیں! کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ یہ ان (لوگوں کی دیکھا دیکھی) اپنے منہ سے ایسی باتیں کرتے رہتے ہیں۔ اور یہ ان لوگوں کی باتوں جیسی ہیں جو ان سے پہلے کفر کر چکے ہیں۔ (یہ تو سیدھا اللہ سے دُور ہٹ گئے ہیں۔ اس لئے) اللہ انہیں غارت کرے کہ یہ کس طرف بہکے چلے جا رہے ہیں۔

(**نوٹ**: عزیر: عزیر کا ذکر قرآن میں صرف سورۃ توبہ کی اسی آیت میں آیا ہے۔ قرآن میں ان کے بارے میں یہ نہیں بتایا گیا کہ کیا وہ نبی تھے یا نہیں، البتہ جس انداز سے ذکر کیا گیا ہے اس سے گمان ہوتا ہے کہ وہ نبی ہی ہوں گے۔ کہا جاتا ہے کہ ان کا زمانہ 539 قبل مسیح تھا یعنی محمدؐ سے تقریباً 1109 سال پہلے کا زمانہ تھا۔ اور وہ عراق کے شہر بابل میں منصبِ نبوت پر فائز ہوئے۔ بادشاہ بخت نصر بنی اسرائیل کے جن خاندانوں کو بیت المقدس تباہ کر کے اپنے ساتھ لے گیا تھا عزیرؑ انہی میں سے کسی کی اولاد تھے اور پھر جب یروشلم میں 70 سال کی غلامی کے بعد بنی اسرائیل بابل واپس آئے تو ان کے سربراہ یہی عزیرؑ تھے۔ یہودی قرآن کے اس بیان کو چیلنج کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انہوں نے کبھی عزیر کو اللہ کا بیٹا نہیں مانا۔ مگر ابنِ عباس کی بھی روایت ہے کہ مدینہ میں کچھ یہودی یہی عقیدہ رکھتے تھے اور تاریخ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہودیوں کا صدوقی فرقہ جو یمن میں تھا اس کا یہی عقیدہ تھا۔ البتہ محققین کی ایک دوسری تحقیق یہ ہے کہ قرآن میں جس عزیر کا ذکر ہے وہ عزیر نبی کے متعلق نہیں بلکہ اس سے مراد مصر کا عزیر دیوتا ہے اور یہودی اسے اللہ کا بیٹا مانتے تھے۔ اس دیوتا کی مصر میں پرستش ہوتی تھی۔ اور دیکھا دیکھی یہودیوں نے بھی اس کی پرستش شروع کر دی تھی۔ اسی کے نام پر جس بیل کو پوجا جاتا تھا اس کا نام عجلِ عزیر تھا۔ یہی وہ عجل (بچھڑا) تھا جس کی پرستش یہودیوں نے موسیٰؑ کی غیر حاضری میں شروع کر دی تھی۔ بائبل کے جو عبرانی نسخوں کے تراجم سامنے آئیں ہیں اس میں بنی اسرائیل کی عزیر پرستی کا ذکر موجود ہے۔ اس دیوتا کے بارے میں چار ہزار سال قبل مسیح مصر میں یہ اعتقاد پایا جاتا تھا کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور دنیا میں غالباً سب سے پہلے عزیر کو ہی اللہ کا بیٹا مانا گیا)۔

اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَٰهًا وَاحِدًا ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٣١﴾

31-(نہ صرف یہ بلکہ) ان لوگوں نے تو اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور راہبوں کو ہی اپنا رب بنا لیا تھا اور مریم کے بیٹے کو (بھی اسی طرح اللہ کا بیٹا مان رکھا تھا)۔ حالانکہ ان کو سوائے ایک اللہ کی پرستش واطاعت کے کوئی اور حکم نہیں دیا گیا تھا (کیونکہ) اس کے سوا کوئی اور نہیں جس کی پرستش واطاعت کی جا سکے۔ اور وہ (اللہ) اس سے بہت بلند ہے کہ اس کے اختیارات میں کسی کو شریک کیا جا سکے۔

(**نوٹ**: یہ آیت 9/31 ایسے لوگوں کے لئے سخت تنبیہہ ہے جو کسی بھی انسان سے متاثر ہو کر اُسے اپنا رب کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ رب صرف اللہ ہے باقی سب کچھ اُس کی مخلوق ہے)۔

يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَنْ يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ﴿٣٢﴾

32-(بہرحال) ان لوگوں کا ارادہ ہے کہ اللہ کے اس نور (یعنی قرآن کو) پھونکیں مار مار کر بجھا دیں (یعنی پے در پے سازشیں اور حملے کر کے قرآن کی آگاہی کو پھیلنے سے روک دیں۔ حالانکہ یہ تو انہیں اندھیروں سے نکالنے کے لئے آیا ہے۔ مگر ان کے ایسے حربوں سے کیا ہوتا ہے کیونکہ) اللہ اپنے نور کو کمال تک پہنچا کر رہے گا چاہے یہ ان کافروں کو یعنی ان لوگوں کو جنہوں نے نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین سے انکار کر کے سرکشی اختیار کر رکھی ہے، کتنا ہی ناپسند کیوں نہ ہو۔

النصف

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ﴿٣٣﴾

33-(لہٰذا، یہ اللہ) وہی ہے جس نے اپنے رسول کو (ضابطہء) ہدایت اور حقیقی نظامِ زندگی کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے ہر دین یعنی ہر نظامِ زندگی پر غالب کر دے چاہے مشرکوں پر یہ کتنا ہی گراں کیوں نہ گزرے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۗ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٣٤﴾

34-اے اہلِ ایمان! یہ حقیقت ہے کہ عالموں اور راہبوں میں سے اکثر ایسے ہیں جو انسانوں کا مال جھوٹ اور فریب کی بنیاد پر کھا جاتے ہیں اور (اس طرح کے عقیدوں اور رسموں پر انسانوں کو لگا دیتے ہیں کہ جن سے وہ انہیں) اللہ کی راہ سے روک دیتے ہیں۔ اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کیے رکھتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو پھر انہیں عذابِ الیم کی خبر دے دیں (کہ انہیں دردناک عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا)۔

يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ ۖ هَٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ ﴿٣٥﴾

35-(یادرکھو) ایسادن آکر رہے گا جب اس (مال) کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا اوراس سے ان کی پیشانیاں، ان کے پہلو اوران کی پشتیں داغ دی جائیں گی ۔ (اوران سے کہا جائے گا کہ) یہ ہے وہ (خزانہ) جسے تم نے (دوسروں کو محروم کرکے) اپنے ہی لیے جمع کررکھا تھا۔ لہٰذا، جسے تم جمع کرتے رہے تھے اس کا مزا چکھو۔

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَاۤ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ ۙ۬ فَلَا تَظْلِمُوْا فِیْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِیْنَ كَآفَّةً كَمَا یُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً ؕ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ ﴿۳۶﴾

36-(یہ تو رہی بات اس دن کی جب وہ طاری ہوگا اور تمہیں اعمال کا جواب دینا پڑے گا۔مگر یہ وقت جو تم پر طاری کیا گیا ہے تو اس کی) حقیقت یہ ہے کہ جب سے آسمانوں اور زمین کو توازن وتناسب کے پیمانے کے مطابق وجود پذیر کیا گیا ہے، اللہ کے ضابطہء قوانین کے مطابق مہینوں کی تعداد بارہ رکھی گئی ہے اوران میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔ یہی درست نظامِ زندگی ہے۔ لہٰذا، تم ان مہینوں میں اپنے آپ پر زیادتی وبے انصافی مت کرنا (تاکہ تمہاری تربیت ہوجائے اورتم آئندہ بھی ظلم کرنے سے بچ جاؤ)۔ اور مشرکوں کے خلاف متحد ہوکر لڑو جس طرح وہ سب مل کر لڑتے ہیں۔ اور تمہیں یہ علم ہونا چاہیے کہ اللہ اُن کے ساتھ ہے جو تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام وقوانین کو اختیار کیے رکھتے ہیں۔

(**نوٹ**: اس آیت کے لحاظ سے وقت کی تقسیم جو بارہ مہینوں میں کی گئی ہے تو اس کا تعلق خصوصی طور پر زمین سے ہے، اسی لئے زمین کی تخلیق کو اِس کے آسمانوں کی تخلیق سے منسلک کیا گیا ہے۔ اس میں دیگر اجرامِ فلکی شامل نہیں کیئے گئے کہ اُن کا اُن کے آسمانوں سے وقت کے لحاظ سے کیا رشتہ ہے اوران میں وقت کی تقسیم کیسے کی گئی ہے کیونکہ زمین کے اوپر جو فضاؤں کے گنتی کے کرّے ہیں تو وہ زمین کے آسمان ہیں۔ اسی طرح دیگر اجرامِ فلکی کے اپنے اپنے فضائی یا خلائی کرے ہیں جو ان کے آسمان ہیں۔ چار حرمت والے مہینوں میں جو کہا گیا ہے کہ ان میں اپنے آپ پر ظلم مت کرو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ چار مہینے نوعِ انسان کے لئے امن وتحمل پیدا کرنے کے لئے ذاتی تربیت کے ہیں تاکہ دیگر مہینوں میں وہ امن وتحمل سے رہ سکے)۔

اِنَّمَا النَّسِیْٓءُ زِیَادَةٌ فِی الْكُفْرِ یُضَلُّ بِهِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّیُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا لِّیُوَاطِـُٔوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَیُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ ؕ زُیِّنَ لَهُمْ سُوْٓءُ اَعْمَالِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۳۷﴾ ع 5/8/11

37-(چنانچہ اسی سلسلے میں) نسئی تو کفر میں ایک مزید کافرانہ حرکت ہے (یعنی جنگ کے لئے حرام مہینے کو حلال اوراس کے بدلے میں کسی حلال مہینے کو حرام قرار دے لینا یا قمری سال کو شمسی سال کے مطابق کرنے کے لئے ایک مہینے کا اضافہ کردینا تاکہ حج ہمیشہ ایک ہی موسم میں آتا رہے۔ اور) اس سے یہ کافر لوگ گمراہی میں مبتلا کیے جاتے ہیں۔ (یہ لوگ کرتے یہ ہیں کہ ایک ہی مہینے) کو ایک سال حلال قرار دے لیتے ہیں اور دوسرے سال اسے حرام ٹھہرا لیتے ہیں تاکہ ان

(مہینوں) کا شمار پورا کر دیں جنہیں اللہ نے حرمت عطا کی ہے اور اس (مہینے) کو حلال بھی کر دیں جسے اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے۔ (مگر انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ) ان کے لئے ان کی (فریب کاریوں کے) بُرے اعمال خوشنما بنا دیے گئے ہیں کیونکہ اللہ ایسے لوگوں کو جنہوں نے نازل کردہ سچائیوں اور احکام و قوانین کا انکار کر کے سرکشی اختیار کر رکھی ہو انہیں اطمینان بھری منزل کو جانے والی روشن راہ نہیں دکھاتا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ؕ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿۳۸﴾

38-(بہر حال) اے اہلِ ایمان! یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تمہیں کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں کوچ کرو (یعنی اللہ کی نازل کردہ مستقل اقدار کے قیام اور ان کی حفاظت کے لئے جہاد پر نکلو تو یوں لگتا ہے کہ بے دلی سے) تم زمین پر گرے جاتے ہو۔ کیا تم آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی سے راضی ہو گئے ہو؟ مگر (یاد رکھو کہ) آخرت (کے مقابلہ میں) دنیا کی زندگی کا یہ سب سرو سامان سوائے کم ترین ہونے کے کچھ نہیں ہے (کیونکہ دنیا کے فائدوں کی مسرتیں چاہے کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہوں وہ آخرت کی ناختم ہونے والی مسرتوں اور راحتوں کے مقابل بہت ہی کم نظر آئیں گی)۔

اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۹﴾

39-(اور یہ بھی یاد رکھو کہ) اگر تم (اے اہلِ ایمان! نازل کردہ مستقل اقدار کی حفاظت کی خاطر جہاد کے لئے) نہ نکلو گے تو وہ تمہیں الم انگیز عذاب میں مبتلا کر دے گا۔ اور (وہ یہ ہو گا کہ) تمہاری جگہ کسی اور قوم کو لے آئے گا اور تم اسے کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکو گے کیونکہ اللہ نے ہر شے پر اس کی مناسبت کے پیمانے قائم کر رکھے ہیں (اور اس کا قانون یہ ہے کہ زمین کی وراثت اسی قوم کے حصے میں آتی ہے جس میں اس کی صلاحیت ہوتی ہے کہ اس کے لوگ سنور نے سنوارنے والے ہوں، 21/105۔ اور اس کے لئے اسے خاص وقت تک مہلت فراہم کر دی جاتی ہے ورنہ وہاں کوئی اور قوم مسلط کر دی جاتی ہے)۔

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ؕ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۰﴾

40-(اور یہ بھی یاد رکھو کہ مستقل اقدار کی حفاظت کے لئے) اگر تم ان کی (یعنی محمدؐ کی) مدد نہیں کرو گے تو حقیقت یہ ہے (جسے تم بھی جانتے ہو کہ جب وہ بظاہر بے یار و مددگار تھا) تو اللہ نے اسے اپنی مدد سے نوازا تھا جب کافروں نے

اسے (گھر) سے نکال دیا تھا۔ وہ دو میں سے دوسرا تھا اور اس حالت میں وہ دونوں غار میں (چھپے بیٹھے) تھے۔ (اور دشمن ان کا پیچھا کر رہا تھا مگر ایسی بے بسی کے عالم میں بھی اسے اللہ کی مدد پر اٹل یقین تھا) اور اس وقت وہ اپنے رفیق سے (پورے اطمنان کے ساتھ) کہتا تھا! کہ غمگین نہ ہو، اس میں کوئی شک وشبے والی بات ہی نہیں کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ پھر (ایسے اضطراب سے بھرے حالات میں) اللہ نے ان پر حالتِ سکون نازل کر دی۔ اور انہیں ایسے لشکروں کے ذریعے قوت سے نوازا جنہیں تم نہیں دیکھ سکتے تھے اور یوں اس نے کافر لوگوں کی بات کو سرنگوں کر دیا۔ اور (یاد رکھو کہ یہ ہے) اللہ کا بلند و بالا رہنے والا اعلان کہ تمام غلبہ و اقتدار اللہ کا ہے اور وہ حقائق کی باریکیوں کے مطابق اٹل فیصلے کرنے والا ہے (اس لئے وہ جانتا ہے کہ کسی کو کب اور کس طرح کی مدد کی ضرورت ہے اور مدد کے لئے کسی کی التجا و دُعا اور بھروسے کے خلوص کی نوعیت کیا ہے)۔

اِنۡفِرُوۡا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوۡا بِاَمۡوَالِكُمۡ وَاَنۡفُسِكُمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ‌ ؕ ذٰ لِكُمۡ خَيۡرٌ لَّـكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۴۱﴾

41-(لہٰذا، اے اہلِ ایمان! نازل کردہ مستقل قدروں کی حفاظت کے لئے اگر جہاد کی ضرورت پڑ جاتی ہے تو) نکلو تم ہلکے ہو یا بھاری اور اللہ کی راہ میں (یعنی اللہ کی مستقل اقدار کی حفاظت کے لئے) اپنے مال و دولت اور اپنی جانوں سے جہاد کرو۔ اور اگر تم علم رکھتے ہو (تو یقین کر لو کہ) یہ تمہارے ہی لیے بہتر ہے۔

لَوۡ كَانَ عَرَضًا قَرِيۡبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوۡكَ وَلٰـكِنۡۢ بَعُدَتۡ عَلَيۡهِمُ الشُّقَّةُ‌ ؕ وَسَيَحۡلِفُوۡنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسۡتَطَعۡنَا لَخَرَجۡنَا مَعَكُمۡ‌ ۚ يُهۡلِكُوۡنَ اَنۡفُسَهُمۡ‌ ۚ وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ اِنَّهُمۡ لَـكٰذِبُوۡنَ ﴿۴۲﴾ ع 6/5 12

42-(باقی رہے کمزور ایمان والے لوگ تو ان کی حالت یہ ہے کہ اگر انہیں ایسی لڑائی کے لئے کہا جائے جس میں انہیں) اگر فائدہ سامنے نظر آ رہا ہوتا اور سفر بھی کچھ زیادہ مشکل نہ ہوتا تو یہ ضرور تمہارے پیچھے چل پڑتے۔ (لیکن اب حالت یہ ہے کہ) انہیں سفر بھی طویل نظر آتا ہے اور تکلیف دہ بھی لگ رہا ہے۔ اب وہ بہت جلد اللہ کی قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ اگر ہم چل سکتے تو یقیناً تمہارے ساتھ چلتے۔ یہ لوگ (اس قسم کی منافقانہ باتوں سے) اپنے آپ کو ہی تباہ کر رہے ہیں (یعنی ایک تو یہ کہ یہ لوگ دوسروں کی نظروں میں بے اعتبار ہو گئے اور دوسرے یہ کہ اللہ کی محبت سے محروم ہو گئے) کیونکہ اللہ تو جانتا ہے کہ یہ لوگ واقعی جھوٹے ہیں۔

عَفَا اللّٰهُ عَنۡكَ‌ ۚ لِمَ اَذِنۡتَ لَهُمۡ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيۡنَ صَدَقُوۡا وَتَعۡلَمَ الۡـكٰذِبِيۡنَ ﴿۴۳﴾

43-(اے رسولؐ! اگرچہ) اللہ نے تمہاری اس بات سے درگزر کر لیا ہے (مگر تم نے ان کے منافقانہ بہانوں کو سچا سمجھ کر پیچھے رہنے کی) کس طرح انہیں اجازت دے دی؟ جبکہ اس سے تم پر ظاہر ہو جاتا کہ کون لوگ سچے ہیں اور جھوٹوں کو بھی تم

جان جاتے۔

لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۴﴾

44-(کیونکہ حقیقت تو یہ ہے کہ) وہ لوگ جو اللہ کو اور یومِ آخرت کو تسلیم کرتے ہیں تو وہ آپ سے (کبھی اس بات کے لئے) رخصت طلب نہیں کریں گے کہ وہ اپنے مال و جان سے جہاد کرنے سے (معذور) ہیں (اس لئے ہمیں پیچھے رہنے کی اجازت دی جائے۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں) کہ اللہ کو ایسے لوگوں کا پورا پورا علم ہے جو تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام و قوانین کو اختیار کیے رکھتے ہیں۔

اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ ﴿۴۵﴾

45-(اے رسولؐ! جہاد پر نہ جانے کے لیے بہانہ سازیاں کر کے اس طرح) کی اجازت تم سے وہی لوگ مانگا کرتے ہیں جو اللہ اور یومِ آخرت کو تسلیم نہیں کرتے۔ ان کے قلب ابھی تک شک سے بھرے ہوئے ہیں۔ لہٰذا، وہ اپنے اضطراب میں بھٹکتے پھر رہے ہیں (کہ جائیں کے نہ جائیں ورنہ اٹل ایمان کے بعد تذبذب کیسا)۔

وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۴۶﴾

46-اور (یاد رکھو! ہر برُے یا اچھے عمل کی بنیاد ارادے پر ہوتی ہے، اس لئے) اگر ان کا ارادہ (واقعی جہاد کے لئے) نکلنے کا ہوتا تو وہ اس کے لئے (کچھ نہ کچھ سفر) کی تیاریاں تو کرتے۔ لیکن اللہ کو ان کا (اس طرح شک و شبہ میں مبتلا رہ کر) اٹھنا پسند ہی نہ تھا۔ اس لئے انہیں کہہ دیا گیا! کہ بیٹھے رہو بیٹھنے والوں کے ساتھ۔

لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّلَاَاوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ ۚ وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۷﴾

47-(اور یہ اچھا ہی ہے کہ انہوں نے تمہارے ساتھ نہ جانے کا یہیں پر فیصلہ کر لیا اور پیچھے رُک گئے۔ ورنہ) اگر وہ تمہارے ساتھ نکلتے تو تمہارے لئے خرابی پیدا کرنے کا باعث بنتے اور تمہیں کسی آزمائش میں ڈالنے کے لئے تمہارے درمیان دوڑ دھوپ کرتے۔ اور (ابھی تمہارے اپنے گروہ کا حال یہ ہے کہ) تم میں ایسے لوگ بھی ہیں جو ان کی باتوں پر کان دھرنے والے ہیں مگر اللہ کو تو زیادتی و بے انصافی کرنے والوں کے متعلق پورا پورا علم ہے۔

لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۴۸﴾

48-(اور یہ بھی) حقیقت ہے (کہ ان کی یہ حرکتیں نئی نہیں بلکہ) وہ تمہیں پہلے بھی سخت آزمائش میں ڈالنے کی کوشش کرتے

رہے ہیں اور تمہارے معاملات (کے خلاف انہوں نے ہر قسم کا) الٹ پھیر کر کے (دیکھ لیا ہے)، یہاں تک کہ حق آ پہنچا اور اللہ کا قانون سامنے آ کر غالب آ گیا اور یہ لوگ کڑھتے ہی رہ گئے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ۭ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ۭ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ۝۴۹

49- اور ان میں ایسا شخص بھی ہے جو کہتا ہے! کہ آپ مجھے پیچھے رہنے کی اجازت دے دیں! اور مجھے اس آزمائش میں نہ ڈالیں۔ مگر پورے ہوش و حواس سے سن رکھو! کہ یہ لوگ آزمائش میں پڑ چکے ہیں۔ اور اس میں کوئی شک و شبے والی بات ہی نہیں کہ جہنم ایسے لوگوں کو گھیرے ہوئے ہے جنہوں نے نازل کردہ سچائیوں اور احکام و قوانین سے انکار کر کے سرکشی اختیار کر رکھی ہے۔

اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ يَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَآ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ فَرِحُوْنَ ۝۵۰

50- (اور ان کی حالت تو یہ ہے کہ) اگر تمہیں کوئی حسین و خوشگوار حالت میسر آتی ہے تو انہیں صدمہ پہنچتا ہے اور اگر تم پر کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں! حقیقت یہ ہے کہ ہم نے تو پہلے ہی (دور اندیشی) سے کام لے کر اپنا انتظام کر لیا تھا۔ (یہ کہہ کر وہ) بہت خوش ہوتے ہیں اور منہ پھیر کر چل دیتے ہیں۔

قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۵۱

51- (اے رسولؐ! ان سے) کہہ دو! کہ سوائے اس کے کہ جو کچھ اللہ نے ہمارے لئے لکھ رکھا ہے ہم تک قطعی طور پر اور کچھ نہ پہنچے گا۔ اور وہی ہے جو ہمارا مولا ہے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے نازل کردہ سچائیوں اور احکام و قوانین کو تسلیم کر کے اطمنان و بے خوفی کی راہ اختیار کر رکھی ہے انہیں اللہ پر بھروسہ کرنا چاہیے۔

(**نوٹ**: اِس آیت کے مطابق مولا کا لفظ صرف اللہ کے لئے ہی استعمال ہو سکتا ہے)۔

قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ۭ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ اَوْ بِاَيْدِيْنَا ڮ فَتَرَبَّصُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ۝۵۲

52- (اور اے رسولؐ! ان سے) کہہ دو! (کہ جہاد کے لئے ہم جہاں جا رہے ہیں اس کے بارے میں تم ہمارے متعلق دو ہی باتیں سوچ سکتے ہو! کہ یا ہم میدانِ جنگ میں مارے جائیں گے یا فاتح واپس آئیں گے۔ یعنی) کیا تم ان دونوں حسین و خوشگوار باتوں میں سے ہمارے لئے کسی ایک کا انتظار کر رہے ہو۔ اور ہم تمہارے معاملہ میں جس چیز کے منتظر ہیں وہ یہ ہے کہ اللہ خود تم کو سزا دیتا ہے یا ہمارے ہاتھوں دلواتا ہے۔ لہٰذا، اس کے لئے تم بھی انتظار کرو اور یقیناً ہم بھی

تمہارے ساتھ منتظر ہیں۔

قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ؕ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۵۳﴾

53-(اور اگر یہ منافقین چاہتے ہیں کہ) خوشی یا ناخوشی سے مجبوراً (کچھ مال) خرچ کر کے (جنگ میں جانے سے بچ جائیں تو ان سے) کہہ دو! کہ تم سے ہرگز یہ (مال و امداد) قبول نہیں کی جائے گی کیونکہ اس میں کوئی شک وشبے والی بات ہی نہیں کہ تم نے نشو ونما دینے والے اللہ کے احکام وقوانین کی حفاظت سے نکل کر خرابی پیدا کرنے والا راستہ اختیار کر رکھا ہے۔

وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۵۴﴾

54-اور ان سے کہہ دو! کہ ان کی مالی امداد قبول نہ کئے جانے کی وجہ یہ ہے کہ درحقیقت انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کو تسلیم ہی نہیں کیا۔ اور (یہ بھی کہ) وہ نماز کی ادائیگی (کے اجتماع میں) شریک نہیں ہوتے اور آتے بھی ہیں تو بے رغبتی اور کاہلی کے ساتھ اور اگر مالی امداد دیتے بھی ہیں تو سخت مجبوری و ناگواری کے ساتھ دیتے ہیں۔

فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۵۵﴾

55-لہٰذا، ان کے مال و دولت اور ان کی کثرتِ اولاد کو دیکھ کر تعجب میں نہ پڑ جانا کیونکہ اللہ کا ارادہ تو یہی ہے کہ یہی چیزیں ان کی دنیاوی زندگی میں عذاب بن جائیں اور کفر کی حالت میں ہی ان کی جانیں نکلیں۔

وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ؕ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ﴿۵۶﴾

56-اور یہ لوگ اللہ کی قسمیں کھا کھا کر (یقین دلاتے ہیں کہ) وہ تم ہی میں سے ہیں۔ حالانکہ وہ تم میں سے نہیں ہیں۔ اصل میں یہ وہ قوم ہے (جو تم سے) خوف زدہ ہے۔

لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ ﴿۵۷﴾

57-(ان کی حالت یہ ہے کہ) اگر انہیں کوئی پناہ گاہ یا کوئی غار یا کوئی چھپنے کا مقام مل جائے (تو یہ تمہیں چھوڑ کر) سرپٹ دوڑتے ہوئے اس کی طرف پلٹ جائیں۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِى الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ﴿۵۸﴾

58-اور (اے رسولؐ) ان میں سے بعض ایسے ہیں جو صدقات کی تقسیم میں تم پر اعتراض کرتے ہیں۔ لیکن اگر انہیں ان

میں سے کچھ دے دیا جائے تو وہ بڑے خوش ہوتے ہیں اور اگر انہیں اس میں سے کچھ نہ دیا جائے تو وہ فوراً بگڑنے لگتے ہیں۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗۤ ۙ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ﴿٥٩﴾ ع

59- حالانکہ اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے جو کچھ انہیں ملا تھا اس پر اگر وہ راضی ہو جاتے تو کتنا اچھا ہوتا، اور کہہ اٹھتے ! کہ اللہ ہمارے لئے مکمل طور پر حساب رکھنے والا ہے۔ اور ہمیں بہت جلد اللہ اپنی فراوانیوں سے عطا کرے گا اور اس کے رسول (کی طرف سے ہمیں جو کچھ ملے گا وہ بھی باعثِ ہدایت ہوگا) اور ہم حقیقتاً اللہ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٦٠﴾

60- (بہر حال، اے اہلِ ایمان) اس میں کوئی شک وشبے والی بات ہی نہیں کہ صدقات (جن پر خرچ کیے جائیں گے ان کی تقسیم یوں ہوگی:) وہ جو اپنی نشو ونما کے لئے دوسروں کے محتاج ہیں یعنی کسی وجہ سے وہ خود کمانے کے قابل نہیں (فقراء) اور جن کا چلتا ہوا کاروبار ساکن ہو چکا ہو یا ان کی آمدنی کے ذرائع کسی وجہ سے ساکن ہو گئے ہوں (مساکین) اور ان لوگوں پر جو ریاست کی اس دولت اور ذرائع کے انتظام پر مامور ہوں (عملین) اور ان لوگوں پر جن کے دل ویسے تو دینِ اسلام کی جانب آنے کی محبت رکھتے ہوں لیکن معاشی مجبوریاں ان کے لئے رکاوٹ ہوں، ان رکاوٹوں کو دُور کرنے میں ان کی مدد کی جائے (مولفة قلوبهم) اور ان پر جو سزائے موت کے تصفیے میں مقتول کے لواحقین کو دیت کی رقم نہ دے سکتے ہوں یا اگر کوئی غلام ہے تو اسے آزاد کرانے میں مدد کے لئے (الرقاب) اور ان پر جو قرض کے بوجھ تلے اس طرح دب گئے ہوں کہ اس کا ادا کرنا ان کے بس میں نہ ہو (غرمین) اور اللہ کی راہ میں یعنی اللہ کی مستقل اقدار کے استحکام اور تحفظ کے لئے اور ان لوگوں پر جو مسافر ہیں اور مالی امداد کے بغیر منزل تک نہیں پہنچ سکتے۔ (یہ ہے وہ) فریضہ جو اللہ کی طرف سے ہے، کیونکہ اللہ ہر بات کا مکمل علم رکھتا ہے اور حقائق کی باریکیوں کے مطابق اٹل فیصلے کرنے والا ہے (اس لئے وہ جانتا ہے کہ دولت کی تقسیم کی بنیادوں کے متعلق کس طرح کی آگاہی فراہم کرنی ہے)۔

(نوٹ: صدقہ ودولت کی تقسیم قرآن کے ضابطہءحیات میں یہ آیت ان آیات میں سے ہے جو اسلامی ریاست کو دولت کی تقسیم

کی بنیادوں کے بارے میں آگاہی فراہم کرتی ہے۔ دولت کی تقسیم کے سلسلہ میں ''زکواۃ اور صدقات'' کو اہم ترین حیثیت دی گئی ہے۔ 2/276 میں ہے کہ ''اللہ ربوا کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے'' یعنی ربوا تو یہ ہے کہ جو کچھ تمہارا واجب ہے اس سے زیادہ لو اور صدقہ یہ ہے کہ جو کچھ تم پر واجب ہے (حقیقی ضرورت مندوں کی خاطر) اس سے بھی زیادہ دو۔ صدقہ اور زکواۃ ایک چیز نہیں ہے اور نہ ہی صدقہ کا مطلب زکواۃ ہو سکتا ہے۔ صدقہ کیا ہے؟ صدقہ کا مادہ (ص دق) ہے۔ بنیادی طور پر یہ لفظ صدق سے نکلا ہے جس کا مطلب سچ ہے اور یہ کذب کی ضد ہے جس کا مطلب جھوٹ ہے۔ صدیق۔ صادق۔ تصدیق۔ صدق۔ صداقت۔ صدقات۔ مصدق وغیرہ جیسے الفاظ اسی سے نکلے ہیں۔ صدقہ کی تعریف یہ ہے کہ: 'جو کچھ کسی کے پاس ہے اسے وہ اللہ کو خوش کرنے کے لئے، اللہ کے احکام کے مطابق ہر وقت اسے حقیقی ضرورت مندوں کے لئے کھلا رکھتا ہے تاکہ وہ اپنے ایمان کے دعوے کو سچ ثابت کر سکے' اس لحاظ سے یہ زکواۃ سے مختلف ہے کیونکہ زکواۃ اسلامی ریاست کے مسلم باشندوں پر فرض کر دی جاتی ہے اور صدقہ فرض نہیں کیا جاتا۔ لیکن اس آیت کے مطابق صدقہ کی دو صورتیں بنتی ہیں۔ ایک وہ جو انفرادی ہے اور مسلمان حقیقی ضرورت مندوں کو اپنی مرضی کے مطابق دیتے ہیں۔ دوسری صورت وہ ہے جس میں ریاست پابند ہے کہ وہ صدقات دے جس کا حکم اسی آیت 9/60 میں دے دیا گیا ہے، اور اس کے مطابق عاملین کا لفظ خصوصی اہمیت کا حامل ہے جس کا مطلب ہے وہ سب لوگ جو ریاست کا انتظام چلا رہے ہیں۔ یا معاشی دولت کو اکھٹا کرنے یا انہیں تقسیم کرنے کی ذمہ داری نبھانے والے ہیں، ان کو بھی صدقات سے دیا جائے۔ اس لحاظ سے تو صدقات ریاست کی مجموعی آمدنی ہے جسے وہ اس آیت کے طریقے کے مطابق خرچ کرتی ہے۔ لہٰذا، ریاست عوام سے زکواۃ لیتی ہے اور اس میں دیگر ذرائع سے اپنی آمدنی شامل کر کے جو مجموعی آمدنی بنتی ہے اسے دیے گئے طریقے کے مطابق عوام کی فلاح و بہبود، تحفظ اور نشو و نما کے لئے اور ترقی کے لئے واپس جو خرچ کرتی ہے وہ اسلامی ریاست کی طرف سے صدقہ ہے کیونکہ وہ اس سے اپنے دعوے کو سچ ثابت کرتی ہے کہ وہ نازل کردہ ضابطہء حیات کو اختیار کرنے والی ہے۔ اس آیت میں ریاست کی جانب سے صدقہ کو خرچ کرنے کے سلسلے میں سبیل اللہ کے الفاظ بھی خصوصی اہمیت کے حامل ہیں جن کا مطلب ہے ''اللہ کی راہ'' یہ اللہ کی راہ کیا ہے؟ یقیناً یہ اللہ کے بتلائے گئے احکام، اصول، وغیرہ ہیں۔ اسی لئے ان کا مطلب اللہ کی مستقل اقدار لیا جاتا ہے؛ جیسے انصاف، امن و امان، آزادی کا تحفظ، کائنات کی تسخیر ہونے کے بارے میں تحقیق۔ سماجی تحفظ۔ علم و آگاہی وغیرہ وغیرہ۔ یعنی ریاست کو صدقہ ان کے استحکام کے لئے بھی خرچ کرنا ہوتا ہے)۔

وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ؕ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ؕ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٦١﴾

61-اور (نازل کردہ نظامِ زندگی کو قائم کرنے کی جدوجہد میں ایک سے ایک بڑھ کر اذیت ناک مراحل سے گذرنا پڑتا ہے یہاں تک کہ رسولؐ کو اذیتیں پہنچانے والوں) میں سے وہ لوگ بھی ہیں جو (طرح طرح کی باتیں کر کے) نبی کو اذیت پہنچاتے رہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں! کہ یہ تو کانوں (کا کچا) ہے (یعنی ہر ایک کی سن لیتا ہے۔ اے رسولؐ! ان

سے) کہو! کہ یہ کان تو تمہارے لئے ہی بہتر ہیں (کیونکہ تم ہر بات رسولؐ کو سنوا سکتے ہو۔ رہی یہ بات کہ وہ ہر ایک کی بات پر یقین کر لیتا ہے تو ایسا نہیں ہے کیونکہ اس کا اٹل یقین صرف اللہ کے احکام پر ہے اس لئے کہ) وہ اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور وہ اہلِ ایمان پر مکمل اعتماد کرتا ہے۔ اور تم میں سے جو ایمان لے آئے ہیں ان کے لئے (یہ رسولؐ) رحمت ہے۔ اور جو لوگ رسول اللہ کو اذیت پہنچاتے ہیں تو ان کے لئے الم انگیز عذاب ہے۔

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ ۚ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿٦٢﴾

62-(اے اہلِ ایمان) ! یہ لوگ تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں تا کہ تمہیں راضی کریں۔ حالانکہ اگر (ان کا دعویٰ ! ہے کہ) یہ ایمان والے ہیں (تو اس کے لئے) اللہ اور اس کا رسول زیادہ حق دار ہیں کہ انہیں راضی کیا جاتا (مگر یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب یہ لوگ اس نظام کی سچائی پر سچے دل سے ایمان لائیں)۔

اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ۭ ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ﴿٦٣﴾

63-(اور) کیا انہیں اس کا علم نہیں ہے کہ جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے تو اس کے لئے جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ (اور یہ عذاب کیا ہے)؟ یہ بہت بڑی ذلت و رسوائی ہے۔

يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۭ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ﴿٦٤﴾

64- منافقین اس بات سے خوف زدہ ہیں کہ کہیں (اہلِ ایمان) کی طرف کوئی ایسی سورۃ نازل نہ ہو جائے جو انہیں ان باتوں کی خبر کر دے جو ان کے دلوں میں ہیں۔ (اے رسولؐ ! ان سے) کہہ دو! (کہ اصل میں تم زندگی کا مذاق اڑاتے آ رہے ہو تو اور) مذاق اڑاؤ! کیونکہ اللہ یقیناً اس چیز کو کھول دینے والا ہے جس کے (کھل جانے سے) تم ڈرتے ہو۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ۭ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٦٥﴾

65- اور اگر آپ ان سے پوچھیں (کہ تم ایسی باتیں کیوں کرتے ہو) تو وہ ضرور یہ کہہ دیں گے ! کہ ہم تو یونہی ہنسی مذاق اور دل لگی کی باتیں کرتے تھے۔ (مگر اے رسولؐ ! ان سے) پوچھو! کہ کیا تم اللہ اور اس کی سچائیوں و احکام و قوانین اور اس کے رسول کے ساتھ مذاق کرتے ہو؟ (اور سوچتے نہیں ہو کہ اس کا نتیجہ کیا نکلے گا)۔

لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ۭ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَاۗىِٕفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَاۗىِٕفَةًۢ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿٦٦﴾ ع 8/7/14

66-(بہر حال، اے گروہِ منافقین ! اب) تم بہانہ سازیاں مت کرو یقیناً تم اپنے ایمان کے بعد کافر ہو گئے ہو۔ (لیکن تم میں دو گروہ ہیں : ایک ان کا جو دوسروں کی دیکھا دیکھی بغیر سوچے سمجھے اس کفر کا ارتکاب کر بیٹھا ہے جو قابلِ معافی ہے

اوردوسرا گروہ وہ ہے جس نے جان بوجھ کر کفر کا ارتکاب کیا ہے۔اس لحاظ سے) اگر ہم تم میں سے ایک گروہ کو معاف بھی کردیں (تب بھی) دوسرے گروہ (والوں) کو عذاب دیں گے اس وجہ سے کہ وہ مجرم تھے۔

اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ؕ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ؕ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝٦٧

67-(اے اہلِ ایمان! منافقوں کے روّیوں اور طریقوں سے آگاہ رہو کیونکہ) منافق مرد اور منافق عورتیں ایک دوسرے کی طرح (انسانوں کو) انہی بُرائیوں کے کرنے کی تلقین کرتے ہیں جن سے اللہ روکتا ہے اور ان باتوں کو اختیار کرنے سے روکتے ہیں جن کو اختیار کرنے کا اللہ حکم دیتا ہے۔اور (اللہ جن پر خرچ کرنے کا حکم دیتا ہے یہ ان پر خرچ کرنے سے) اپنے ہاتھ روکے رکھتے ہیں۔(غور کرو کہ اس طرح تو) انہوں نے اللہ کو فراموش کردیا ہے (کیونکہ اللہ کے احکام پر عمل کرنے سے آخرت کی سرفرازیاں جو انہیں میسر آسکتیں، اب وہ ان سے محروم رہ جائیں گے۔لہٰذا) منافق ہی ایسے لوگ ہیں جو اللہ کے نشوونما دینے والے احکام وقوانین کی حفاظت سے نکل کر خرابیاں پیدا کرنے والا راستہ اختیار کرتے ہیں۔

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝٦٨

68-(بہرحال) منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں سے یعنی ان لوگوں سے جنہوں نے نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین سے انکار کرکے سرکشی اختیار کررکھی ہے کے لئے اللہ نے جہنم کی آگ کا وعدہ کیا ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اور یہ ان کے حساب کے مطابق ہوگا کیونکہ اللہ نے اپنی ناراضگی کی بناء پر انہیں اپنی محبت سے دُور کردیا ہے اسی لئے ان کے لئے عذابِ مقیم ہے یعنی ان کے لئے ہمیشہ برقرار رہنے والا عذاب ہوگا۔

كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ؕ فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝٦٩

69-(اے رسولؐ! منافقوں سے کہہ دو! کہ تمہاری حالت بالکل) ان لوگوں جیسی ہوچکی ہے جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں۔وہ قوت میں، دولت میں اور افرادِ خاندان میں بھی تم سے بڑھ کر تھے۔پھر انہوں نے (ان سب کی بناء پر دنیا میں) اپنے حصہ کے مزے لوٹ لئے اور تم نے بھی اپنے حصے کے مزے اسی طرح لُوٹے جیسے تم سے پہلے لوگوں نے اپنے

مقررہ حصے سے فائدہ اٹھایا تھا۔ اور تم بھی (بُری باتوں اور بحثوں میں ایسے) داخل ہو گئے ہو جیسے وہ ان میں جا گھسے تھے۔ (چنانچہ ان کا انجام یہ ہوا کہ) دنیا اور آخرت میں ان کے اعمال ضائع ہو کر رہ گئے اور وہ لوگ خسارے میں چلے گئے (یعنی یہ وہ لوگ ہیں جن کی قریب آئی ہوئی کامیابیاں ان کی منافقت اور کفر کی وجہ سے ناکامیوں میں بدل گئیں اور وہ نقصان اٹھانے والوں میں شامل ہو کر رہ گئے)۔

اَلَمْ يَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۙ وَقَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ وَاَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ ؕ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۷۰﴾

70-(ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ یہ ان لوگوں کے انجام پر ہی غور کر لیتے جو اپنے کاموں کی وجہ سے سزا کے مستحق ہو گئے لیکن یہ غور ہی نہیں کرتے اس لئے، اے رسولؐ! پوچھو ان سے) کیا ان لوگوں تک ان سے پہلے گزری ہوئی قوموں کی آپ بیتی نہیں پہنچی جو ان سے پہلے تھے اور (یہ کہ یہ) قومِ نوح، عاد، ثمود، قومِ ابراہیم اور اہلِ مدین اور وہ قومیں جن کی بستیاں الٹ دی گئی تھیں (کی داستانوں سے کیا یہ بے خبر ہیں)؟ ان (قوموں) کے رسول ان کے پاس اللہ کے واضح (احکام و قوانین) لے کر آئے تھے (لیکن انہوں نے ان سے سرکشی کی اور برباد ہو کر رہ گئے)۔ اس لئے اللہ کسی پر زیادتی و بے انصافی نہیں کرتا لیکن انہوں نے خود ہی اپنے آپ کے ساتھ زیادتی و بے انصافی کی (اور نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے کام ہی ان کو لے ڈوبے)۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۷۱﴾

71-اور (یہ تو حالت تھی منافقین کے گروہ کی لیکن ان کے برعکس دوسرا گروہ) مومن مردوں اور مومن عورتوں کا ہے (ان کی زندگی کے مقاصد ایک جیسے ہوتے ہیں، اس لئے) یہ ایک دوسرے کے ولی ہوتے ہیں (یعنی ایک دوسرے کے سرپرست و مددگار ہوتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں) جو ان باتوں کو اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہیں جنہیں اللہ اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے اور ان برائیوں کے کرنے سے روکتے ہیں جن سے اللہ روکتا ہے۔ اور یہ نظامِ صلوٰۃ قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ کی ادائیگی (کے نظام پر عمل کرتے ہیں) اور یہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہ ہیں وہ لوگ جن کی اللہ بہت جلد قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جائے گا، کیونکہ اس میں کوئی شک وشبے والی بات ہی نہیں کہ اللہ لامحدود غلبہ و اختیار کا مالک ہے اور حقائق کی باریکیوں کے مطابق درست اور نادرست کی اٹل حدیں مقرر کر کے فیصلے کرنے والا ہے (اس لحاظ سے اس نے منافقوں اور کافروں کی علیحدہ اور اہلِ ایمان کے لئے علیحدہ اٹل

حدیں مقرر کردی ہیں)۔

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

ع 9 6 15

72-(چنانچہ یہ ہیں وہ) اہلِ ایمان مرد اور اہلِ ایمان عورتیں جن سے اللہ نے ایسی جنتوں کا وعدہ کرلیا ہے جن کے نیچے ندیاں رواں ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور ان سدا بہار راحتوں کے مقام پر ان کی ہر خرابی سے پاک وشفاف قیام گاہیں ہوں گی۔اور سب سے بڑھ کر یہ کہ انہیں اللہ کی خوشنودی میسر آئے گی (یعنی یہ کہ اللہ ان سے راضی ہوگا)۔یہ ہے وہ کامیابی کہ جس سے بڑھ کر اور کوئی کامیابی نہیں۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝

73-(اے نوعِ انسان! دیکھ لیا تم نے اہلِ ایمان کا صلہ اور دیکھ لیا تم نے منافقین اور کفار کا انجام۔لہٰذا) اے نبی! تم کافروں اور منافقوں سے جہاد کرو اور ان پر سختی کرو کیونکہ ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ کس قدر بُرا مقام ہے جہاں انہیں لوٹ کر جانا ہے۔

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝

74-(ان منافقوں کے کردار کی حالت یہ ہے کہ یہ کفر کی باتیں کرتے رہتے ہیں مگر موقع کے مطابق) اللہ کی قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں! کہ حقیقت میں انہوں نے کوئی کافرانہ بات نہیں کی حالانکہ انہوں نے نہ صرف کافرانہ بات کی ہوتی ہے بلکہ درحقیقت یہ لوگ اسلام لانے کے بعد پھر کفر کی زندگی اختیار کرچکے ہوتے ہیں اور (انہوں نے اے رسولؐ! تمہارے خلاف اور اہلِ ایمان کے خلاف) وہ کچھ کرنے کا ارادہ کیا جسے یہ نہ کرسکے اور جسے یہ ناپسند کرتے ہیں (کہ یہ کیوں نہ کامیاب ہوسکے حالانکہ) اللہ نے اور اس کے رسول نے سوائے اس کے کہ اپنی فضیلتوں سے انہیں محتاجی سے نکال دیا تھا (ان کے ساتھ کیا کیا تھا)۔لہٰذا، اگر یہ واپس درست راستے پر آجائیں تو ان کے لئے ہی بہتر ہے۔اور اگر یہ منہ پھیرے رکھیں گے تو اللہ انہیں دنیا اور آخرت میں المناک عذاب میں مبتلا کردے گا اور ان کے لئے زمین میں نہ کوئی ولی ہوگا اور نہ کوئی مددگار رہوگا۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

75-اوران (منافقین) میں وہ لوگ بھی ہیں جو اللہ سے عہد کیا کرتے تھے کہ اگراس نے ہمیں اپنی فروانیوں میں سے (زندگی کی نشوونما کے وسیع ذرائع) عطا کئے تو ہم ضرور صدقات دیا کریں گے (یعنی ہم اپنے ایمان کے دعوے کو سچ ثابت کرنے کے لئے 9/60 کے مطابق اپنی دولت میں سے ضرور حقیقی ضرورت مندوں کو دیا کریں گے)۔اور ہم ضرور ان میں شامل ہو جائیں گے جو سنورنے سنوارنے کی تگ ودو میں مصروف رہتے ہیں۔

فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ﴿۷۶﴾

76-لیکن جب اللہ نے انہیں اپنے فضل سے (رزق کی فراوانی) عطا کر دی تو انہوں نے کنجوسی شروع کر دی (اورسب کچھ اپنے ہی لئے سمیٹ سمیٹ کر رکھنے لگ گئے)۔اور وہ (اللہ سے کئے گئے اپنے عہد سے) روگردانی کرتے ہوئے پھر گئے۔

فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ﴿۷۷﴾

77-چنانچہ (اُن کی اِن مسلسل وعدہ خلافیوں اور جھوٹ بولتے رہنے کی وجہ سے نتیجہ یہ نکلا کہ) اللہ نے اُن کے دلوں میں نفاق پیدا کر دیا (یعنی ان میں ایک طرف سے یقین پیدا ہوتا ہے اور دوسری طرف سے نکل جاتا ہے۔ یہ حالت) اس وقت تک (ان کا پیچھا نہیں چھوڑے گی جب تک انہیں) اللہ کے سامنے پیش نہیں کر دیا جاتا۔اور یہ اس وجہ سے ہوگا کہ انہوں نے اللہ سے اپنے کئے ہوئے وعدے کی خلاف ورزی کی اور اس وجہ سے بھی کہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے۔

اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ﴿۷۸﴾ۚ

78-(مگر) کیا یہ لوگ جانتے نہیں کہ اللہ کو ان کے خفیہ رازوں کا اور پوشیدہ سرگوشیوں تک کا علم ہے۔اور یہ کہ اللہ سب غیب کی باتوں کو مکمل طور پر جاننے والا ہے۔

اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ؕ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ ۫ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴿۷۹﴾

79-ان لوگوں (کی حالت تو یہ ہے کہ) اہلِ ایمان میں سے جو اپنی خوشی سے (9/60 کے مطابق) صدقات دیتے ہیں تو یہ انہیں ریاکاری کا طعنہ دیتے ہیں۔اوران (اہلِ ایمان میں سے جن کے پاس اتنا کچھ نہیں ہوتا کہ وہ کچھ دے سکیں اور اس سلسلہ میں) وہ صرف اپنی محنت ومشقت ہی پیش کر دیتے ہیں تو یہ (ان کی غریبی کا) مذاق اڑاتے ہیں مگر اللہ (ان مذاق اڑانے والوں) کا مذاق اڑاتا ہے۔اوران کے لئے المناک عذاب ہے (جس کا انہیں سامنا کرنا پڑے گا)۔

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ

ع 10 8 16

وَرَسُوْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝

80-(اے رسولؐ! تمہارا نوعِ انسان کے لئے درد اور محبت سے بھرا دل اب بھی یہ چاہتا ہے کہ کسی طرح یہ لوگ الم انگیز عذاب سے محفوظ رہ سکیں، لیکن) تم چاہے ان کے لئے حفاظت میں لے لینے کی دُعا کرو یا ان کے لئے حفاظت میں لے لینے کی دعا نہ کرو، بلکہ اگر تم ان کے لئے ستر بار بھی حفاظت میں لے لینے کی درخواست کرو تو بھی اللہ انہیں ہرگز اپنی حفاظت میں نہیں لے گا۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے (اصل میں) اللہ اور اس کے رسول کو تسلیم ہی نہیں کیا۔ اور اللہ ایسی قوم کو اطمینان بھری منزل کو جانے والی درست و روشن راہ دکھاتا ہی نہیں جو اللہ کے نشوونما دینے والے احکام وقوانین کی حفاظت سے نکل کر خرابیاں پیدا کرنے والا راستہ اختیار کر چکی ہو۔

فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ۭ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ۭ لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ۝

81-(اب ایک بار پھر ان منافقین کے رویوں پر غور کرو جو جہاد پر نہ جانے کے لئے بہانہ سازیاں کرتے رہے۔ اور یہ) پیچھے رہ جانے پر اور اللہ کے رسول کا ساتھ نہ دینے پر خوش ہوئے۔ اور انہیں گوارا نہ ہوا کہ اللہ کی راہ میں (یعنی اللہ کی مستقل قدروں کی حفاظت) کے لئے اپنے جان و مال سے جہاد کریں۔ اس لئے یہ (خود بھی پیچھے رہے اور دوسروں سے بھی) کہتے رہے! کہ سخت گرمی میں (جہاد کے لئے) مت کوچ کرو۔ (اے رسولؐ! ان سے) کہو! کہ جہنم کی آگ اس سے کہیں زیادہ گرم ہے۔ کتنا اچھا ہوتا! اگر وہ (اس حقیقت کو) سمجھ سکتے۔

فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ جَزَاۗءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

82-لہٰذا، اب انہیں چاہیے کہ ہنسا کم کریں اور رویا زیادہ کریں، کیونکہ یہ بدلہ ان کاموں کے نتیجے میں ملے گا جو یہ کیا کرتے تھے۔

فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَاۗىِٕفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا ۭ اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ۝

83-لہٰذا (اے رسولؐ! اس جہاد کے بعد) اگر اللہ آپ کو ان میں سے کسی گروہ کی طرف واپس لے جائے اور وہ پھر آپ سے (جہاد کے لئے) نکلنے کی اجازت مانگے تو تم ان سے کہہ دینا! کہ تم میرے ساتھ کہیں بھی ہرگز نہ نکلو گے اور میرے ساتھ (مل کر) دشمن سے ہرگز نہ لڑو گے کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ تم نے پہلی بار بیٹھ رہنے کو ہی پسند کیا تھا۔ اس لئے تم پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ بیٹھو۔

وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنۡهُمۡ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمۡ عَلٰى قَبۡرِهٖ ؕ اِنَّهُمۡ كَفَرُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَمَاتُوۡا وَهُمۡ فٰسِقُوۡنَ ﴿۸۴﴾

84-اور (آئندہ) ان میں سے جو کوئی مرے اس کی نماز (جنازہ) بھی تم ہرگز نہ پڑھنا۔ اور نہ ہی تم اس کی قبر پر کھڑے ہونا کیونکہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے دیے گئے (جہاد کے حکم) کو تسلیم کرنے سے حقیقتاً انکار کر دیا تھا۔ اور وہ ایسی حالت میں مر گئے کہ جب وہ اللہ کے نشو و نما دینے والے احکام و قوانین کی حفاظت سے نکل کر خرابیاں پیدا کرنے والا راستہ اختیار کر چکے تھے۔

وَلَا تُعۡجِبۡكَ اَمۡوَالُهُمۡ وَاَوۡلَادُهُمۡ ؕ اِنَّمَا يُرِيۡدُ اللّٰهُ اَنۡ يُّعَذِّبَهُمۡ بِهَا فِى الدُّنۡيَا وَتَزۡهَقَ اَنۡفُسُهُمۡ وَهُمۡ كٰفِرُوۡنَ ﴿۸۵﴾

85-اور (جیسا کہ پہلے بھی تمہیں آگاہ کر دیا ہے، 9/55) کہ ان لوگوں کے مال و دولت کی (فراوانی) اور افرادِ خاندان کی (کثرت) تمہارے لئے وجۂ تعجب و حیرانی نہیں ہونی چاہیے (کیونکہ انہی کے غرور سے وہ حقیقتوں کو نہ سمجھ سکے اور نہ ہی انہیں قبول کر سکے)۔ اسی وجہ سے اللہ نے ارادہ کر رکھا ہے کہ ان چیزوں کے ذریعے ان کو اس دنیا میں سزا دے اور ان کی جانیں بھی اسی حالت میں نکلیں جس میں انھوں نے (حقیقی طور پر) نازل کردہ احکام و قوانین سے انکار کر کے سرکشی اختیار کر رکھی ہے۔

وَاِذَاۤ اُنۡزِلَتۡ سُوۡرَةٌ اَنۡ اٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوۡا مَعَ رَسُوۡلِهِ اسۡتَاۡذَنَكَ اُولُوا الطَّوۡلِ مِنۡهُمۡ وَقَالُوۡا ذَرۡنَا نَكُنۡ مَّعَ الۡقٰعِدِيۡنَ ﴿۸۶﴾

86-اور (یہ اپنی اس حالت پر غور کریں، کیونکہ) جب کبھی ایسے احکام و قوانین نازل ہوتے ہیں کہ تم اللہ کو تسلیم کر لو اور اس کے رسول کی سربراہی میں جہاد کے لئے نکلو تو (تم نے دیکھا کہ) ان میں سے جن لوگوں کے پاس قوت و خوشحالی تھی وہی تم سے رخصت مانگنے لگے اور کہنے لگے! کہ تم ہمیں (پیچھے) بیٹھے رہ جانے والوں کے ساتھ چھوڑ جاؤ۔

رَضُوۡا بِاَنۡ يَّكُوۡنُوۡا مَعَ الۡخَـوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ فَهُمۡ لَا يَفۡقَهُوۡنَ ﴿۸۷﴾

87-ان لوگوں نے پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ رہنا پسند کر لیا (یعنی یہ سب لوگ جہاد پر جانے سے گریز کرتے رہے اور بہانے سازیاں کر کے جہاد پر نہ گئے نتیجہ یہ نکلا کہ) ان کے قلوب پر مہر لگا دی گئی (یعنی ان کی سچائیوں کو تسلیم کرنے اور جذبوں کو زندہ رکھنے والی صلاحیتوں کو بند کر دیا گیا) کیونکہ یہ سمجھتے ہی نہیں۔ (حالانکہ انہیں بار بار بتلایا گیا اور آگاہی فراہم کی گئی تھی)۔

لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ۡ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۸۸﴾

88- لیکن (ان لوگوں کے برعکس) رسول اور اس کے ساتھ جو ایمان لانے والے ہیں، وہ اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرتے ہیں اسی لئے انہی لوگوں کے لئے خوشگواریاں اور سرفرازیاں ہیں۔ اور یہی وہ لوگ ہیں جو یقینی کامرانیوں کی مرادیں پا گئے۔

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۸۹﴾ ع 11 9 17

89- اللہ نے ان کے لئے جنتیں (یعنی راحتوں کے مقامات) تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے شفاف پانیوں کی ندیاں رواں ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ ہے ایک عظیم کامیابی (جس سے وہ سرفراز کئے جائیں گے)۔

وَجَاۗءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۹۰﴾

90- اور (قوت اور سہولتوں کی فراوانیاں رکھنے والے منافقین تو رہے ایک طرف) صحرا نشین بدوؤں میں سے بھی بعض لوگ جھوٹے بہانے لے کر آتے ہیں کہ انہیں پیچھے رہنے کی اجازت دی جائے (حالانکہ یہ وہ لوگ ہیں جو جنگ کی طرف لپک کر جاتے تھے۔ مگر وہ جنگ صرف لوٹ مار کے لئے ہوتی تھی اور یہ جہاد تو صرف نازل کردہ مستقل قدروں کی حفاظت کی خاطر ہوتا ہے۔ بہرحال) اس طرح پیچھے رہنے والے وہ لوگ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے (جہاد پر نہ جانے کے لئے) جھوٹ بولا تھا تو بہت جلد ان میں سے ان لوگوں کو جنہوں نے (جہاد سے ہی) انکار کر دیا، انہیں الم انگیز عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔

لَيْسَ عَلَي الضُّعَفَاۗءِ وَلَا عَلَي الْمَرْضٰى وَلَا عَلَي الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ مَا عَلَي الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۱﴾ۙ

91- (البتہ) جو لوگ کمزور یا بیمار ہوں، جن کے پاس (سامانِ جنگ کے لئے) خرچ کرنے کو کچھ نہیں ہوتا (تو ان کے لئے پیچھے رہ جانے میں) کوئی گناہ نہیں جب کہ وہ خلوصِ دل کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول کے (وفادار) ہوں۔ (لہٰذا، اس طرح کے) وہ لوگ جو (معاشرے کے) حسن و توازن میں اضافہ کرنے کی تگ و دو کرتے رہتے ہیں ان پر الزام کی کوئی راہ نہیں۔ (ایسے لوگ جان بوجھ کر جہاد پر جانے سے انکار ہی نہیں کر سکتے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ جہاد زندگی کے حسن و توازن کے لئے ہوتا ہے، اسے بگاڑنے کے لئے نہیں ہوتا۔ ایسے لوگوں کو) اسی لئے اللہ حفاظت میں لے لینے والا

ہے اور سنورنے والوں کی قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے۔

وَّلَا عَلَى الَّذِيۡنَ اِذَا مَاۤ اَتَوۡكَ لِتَحۡمِلَهُمۡ قُلۡتَ لَاۤ اَجِدُ مَاۤ اَحۡمِلُكُمۡ عَلَيۡهِ ۖ تَوَلَّوْا وَّاَعۡيُنُهُمۡ تَفِيۡضُ مِنَ الدَّمۡعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوۡا مَا يُنۡفِقُوۡنَ ؕ﴿۹۲﴾

92-اسی طرح ان لوگوں پر (بھی اعتراض کا) کوئی موقع نہیں جن کی حالت یہ تھی کہ وہ (جہاد کے سفر کے لئے سواری کی استطاعت نہیں رکھتے تھے۔ اس لئے) وہ تمہارے پاس (درخواست لے کر) آئے کہ ان کے لئے سواری (کا انتظام) کر دیا جائے۔ (مگر ذرائع کی تنگی کا یہ عالم تھا کہ تم بھی اس کا کچھ انتظام نہیں کر سکے تھے تو) تم نے بھی کہہ دیا تھا! کہ میرے پاس کوئی سواری ہی نہیں جو میں تمہیں دے سکتا۔ (اس پر وہ بے بس ہو کر) لوٹ تو گئے مگر اس حالت میں کہ ان کی آنکھوں میں آنسو بہتے چلے گئے (اور ان کا دل اس احساس سے بھر بھر جاتا تھا کہ افسوس! آج) ہمارے پاس اتنا بھی نہیں کہ ہم خرچ کر کے (اس سے جہاد کے لئے سواری کا انتظام ہی کر سکتے)۔

اِنَّمَا السَّبِيۡلُ عَلَى الَّذِيۡنَ يَسۡتَاۡذِنُوۡنَكَ وَهُمۡ اَغۡنِيَآءُ ۚ رَضُوۡا بِاَنۡ يَّكُوۡنُوۡا مَعَ الۡخَوَالِفِ ۙ وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ فَهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۹۳﴾

93-(البتہ اعتراض کی) راہ تو صرف ان لوگوں پر ہے جو مال دار ہوتے ہوئے بھی تم سے درخواستیں کرتے رہے کہ ان کی مرضی یہ ہے کہ انہیں پیچھے رہنے والوں کے ساتھ رہنے دیا جائے اور (انہیں شرکتِ جہاد سے معاف رکھا جائے نتیجہ یہ نکلا کہ) اللہ نے ان کے قلوب پر مہر لگا دی (یعنی ان کی سچائیوں کو تسلیم کرنے اور جذبوں کو زندہ رکھنے والی صلاحیتیں بند کر دی گئیں کیونکہ بار بار بتلائے جانے کے باوجود وہ ایسا کرتے رہے) تو پھر وہ جانتے نہیں (کہ انہیں کس عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا)۔

يَعۡتَذِرُوۡنَ اِلَيۡكُمۡ اِذَا رَجَعۡتُمۡ اِلَيۡهِمۡ ؕ قُلْ لَّا تَعۡتَذِرُوۡا لَنۡ نُّؤۡمِنَ لَـكُمۡ قَدۡ نَـبَّاَنَا اللّٰهُ مِنۡ اَخۡبَارِكُمۡ ؕ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمۡ وَرَسُوۡلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوۡنَ اِلٰى عٰلِمِ الۡغَيۡبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمۡ بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹۴﴾

الجزء 11

94-جب تم (میدانِ جہاد) سے واپس آؤ گے تو یہ لوگ تمہارے سامنے بہت سی معذرتیں پیش کریں گے۔ مگر تم ان سے کہہ دینا! کہ تمہاری یہ معذرتیں ہرگز ہمارے لئے قابلِ یقین نہیں ہیں کیونکہ اللہ نے تمہارے بارے میں ہمیں خبریں فراہم کر کے خبردار کر دیا ہے۔ (اب اگر تم منافقت سے نکل کر واپس اہلِ ایمان میں شامل ہونا چاہتے ہو تو) بہت جلد اللہ اور اس کا رسول تمہارے اعمال کو دیکھیں گے (اور تب تمہارے اعمال و روّیے اللہ کے احکام کی کسوٹی پر پرکھے جائیں گے تب اس کے بعد فیصلہ کیا جائے گا کہ تمہاری واپسی قبول کی جائے یا نہ کی جائے۔ لیکن یاد رکھو کہ) پھر تم لوٹائے جاؤ

گے اس (اللہ) کی طرف جو حاضر و غائب سب کا جاننے والا ہے اور وہ تمہیں تمہارے ہر اس کام سے آگاہ کر دے گا جو تم کرتے رہے ہو۔

سَيَحۡلِفُوۡنَ بِاللّٰهِ لَـكُمۡ اِذَا انْقَلَبۡتُمۡ اِلَيۡهِمۡ لِتُعۡرِضُوۡا عَنۡهُمۡ‌ؕ فَاَعۡرِضُوۡا عَنۡهُمۡ‌ؕ اِنَّهُمۡ رِجۡسٌ‌ وَّمَاۡوٰٮهُمۡ جَهَـنَّمُ‌ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ‏ ﴿۹۵﴾

95- چنانچہ جب تم ان کی طرف واپس جاؤ گے تو یہ لوگ اللہ کی قسمیں کھا کھا کر (تمہیں اپنے سچا ہونے کا یقین دلانے کی کوشش کریں گے) تاکہ تم ان سے درگذر کر لو۔ بہر حال، تم درگذر تو کر لو (مگر یاد رکھو کہ) اس میں کوئی شک و شبے والی بات ہی نہیں کہ یہ خرابیاں پیدا کرنے والے عناصر ہیں جو انسانی وقار کی نشو و نما میں رکاوٹ بنتے ہیں۔ مگر ان کا اصل مقام جہنم ہے جو نتیجہ ہے ان کے کاموں کا جو وہ کیا کرتے تھے۔

يَحۡلِفُوۡنَ لَـكُمۡ لِتَرۡضَوۡا عَنۡهُمۡ‌ۚ فَاِنۡ تَرۡضَوۡا عَنۡهُمۡ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرۡضٰى عَنِ الۡقَوۡمِ الۡفٰسِقِيۡنَ‏ ﴿۹۶﴾

96- یہ تمہارے سامنے اس لئے قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے راضی ہو جاؤ (حالانکہ یہ اس سچائی کو سمجھتے ہی نہیں کہ یہ رسولؐ جو حکم دیتا ہے وہ اس کا اپنا نہیں بلکہ اس ضابطۂ حیات میں اللہ کا نازل کردہ ہوتا ہے۔) اس لئے اگر تم ان سے راضی ہو بھی گئے تو یقیناً اللہ ہرگز ایسے لوگوں پر راضی نہ ہو گا جو نشو و نما دینے والے احکام و قوانین کی حفاظت سے نکل کر بے اطمنانی اور خرابیاں پیدا کرنے والا راستہ اختیار کیے ہوتے ہیں۔

اَلۡاَعۡرَابُ اَشَدُّ كُفۡرًا وَّنِفَاقًا وَّاَجۡدَرُ اَلَّا يَعۡلَمُوۡا حُدُوۡدَ مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوۡلِهٖ‌ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ‏ ﴿۹۷﴾

97- (اور ان منافقین اور کفار کے ساتھ یہ) صحرا نشین بدو نازل کردہ سچائیوں اور احکام و قوانین کا انکار کرنے میں اور ایک طرف یقین کر کے اسے دوسری طرف سے ختم کر دینے والے طریقے میں ان سے بھی زیادہ شدت پسند ہیں۔ مگر یہ ان ضابطوں اور قوانین کا علم نہیں رکھتے جو اللہ نے رسول پر نازل کر رکھے ہیں (کیونکہ یہ علم کی جس سطح پر ہیں وہاں سچائیوں کی فوری آگاہی حاصل کر لینا پہلے والوں کے مقابلے میں ذرا مشکل ہے۔ لہٰذا، ان کا معاملہ کچھ مختلف ہے)۔ اور اللہ تو یہ سب کچھ جانتا ہے اور وہ حقائق کی باریکیوں کے مطابق درست اور نا درست کی اٹل حدیں مقرر کر کے فیصلے کرنے والا ہے۔

وَمِنَ الۡاَعۡرَابِ مَنۡ يَّتَّخِذُ مَا يُنۡفِقُ مَغۡرَمًا وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآٮِٕرَ‌ؕ عَلَيۡهِمۡ دَآٮِٕرَةُ السَّوۡءِ‌ؕ وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ‏ ﴿۹۸﴾

98- اور ان اعراب یعنی صحرا نشین بدوؤں میں ایسے لوگ بھی ہیں کہ جو خرچ بھی (اللہ کے احکام کی خاطر) کرتے ہیں تو وہ

اسے (جہالت کی بناء پر) اپنے اوپر تاوان سمجھتے ہیں اور منتظر رہتے ہیں کہ کہیں تم زمانے کی گردشوں میں (پھنس جاؤ تو یہ اس اطاعت سے نکل جائیں۔ حالانکہ ان کی اس قسم کی حرکتوں سے) بڑی گردش کے دن تو خود ان پر آنے والے ہیں (کیونکہ یہ اس اللہ کا فرمان ہے جو) سب کچھ سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ؕ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ؕ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۹﴾

12 ع 10 1

99-(لیکن ان کے برعکس) انہی اعراب یعنی بدوؤں میں ایسے لوگ بھی ہیں جو (سچے دل) سے اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں اسے اپنے لئے اللہ کے پاس بلند درجات کا اور رسول سے بہترین دعائیں لینے کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ لہٰذا، یہ لوگ یقین رکھیں (کہ ان کے ان طریقوں کی بناء پر اللہ کے پاس ان کے درجات بھی بلند ہونگے اور) اللہ انہیں ضرور اپنی رحمت میں داخل کرے گا۔ یقیناً اللہ اپنی حفاظت میں لینے والا ہے اور سنورنے والوں کی قدم بہ قدم مدد اور رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے۔

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۰۰﴾

100-اور (ان اعراب یعنی صحرا نشین بدوؤں کے بعد اب معاملہ ہے) ان لوگوں کا جنہوں نے اللہ کے احکام کی خاطر اپنا وطن چھوڑ کر ہجرت کی اور وہ جنہوں نے ان مہاجرین کو اپنے پاس جگہ دے کر مدد کر دی یعنی انصار، ان میں سے جن لوگوں نے (نازل کردہ نظام کو تسلیم کرنے اور اس پر عمل کرنے میں) پہل کی اور وہ ان کے پیچھے پیچھے (اس طرح ایمان میں داخل ہوئے) کہ حقیقی ضرورت مندوں کو عدل سے بڑھ کر دیتے رہے اور حالات کو حسین وخوشگوار بنانے کی تگ ودو میں مصروف رہے تو اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔ اسی وجہ سے اللہ نے ان کیلئے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں جو نا ختم ہونے والی مسرتوں سے لبریز ہوں گے اور جن میں شفاف پانیوں کی ندیاں رواں ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ عظیم کامیابی ہے۔

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ؕ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ؔ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ ۫ لَا تَعْلَمُهُمْ ؕ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ؕ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾

وقف منزل

101-مگر (اے رسولؐ) تمہارے ارد گرد بسنے والے بدوؤں میں بعض لوگ منافق ہیں اور مدینہ کے رہنے والوں میں بھی بعض ایسے ہیں کہ جو منافقت میں اڑ گئے ہیں اور حد سے نکل گئے ہیں لیکن تم انہیں نہیں جانتے، ہم انہیں جانتے ہیں۔

مگر بہت جلد ہم انہیں دوبارسزا سے گزاریں گے (اور اگر یہ اس پر بھی باز نہ آئے تو) پھر انہیں بہت بڑے عذاب کی جانب پھیر دیا جائے گا۔

وَاٰخَرُوۡنَ اعۡتَرَفُوۡا بِذُنُوۡبِهِمۡ خَلَطُوۡا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنۡ يَّتُوۡبَ عَلَيۡهِمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۱۰۲﴾

102- اور (یہ بھی ہے کہ سب انسانوں کے روّیے اور طریقے ایک جیسے نہیں ہوتے چنانچہ) کچھ اور لوگ بھی ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کرلیا ہے۔انہوں نے اچھے کام بھی کیئے مگر کچھ بُرے کام بھی ان میں ملا لئے۔لیکن بعید نہیں کہ اللہ ان کا اعتراف قبول کرلے کیونکہ اس میں کوئی شک وشبے والی بات ہی نہیں کہ اللہ حفاظت میں لے لینے والا ہے اور سنورنے والوں کی قدم بہ قدم مدد ورہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے۔

خُذۡ مِنۡ اَمۡوَالِهِمۡ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمۡ وَتُزَكِّيۡهِمۡ بِهَا وَصَلِّ عَلَيۡهِمۡ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمۡ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ﴿۱۰۳﴾

103- (لہٰذا، اپنے ایمان کے دعویٰ کو سچ ثابت کرنے کے لئے یہ لوگ جو آگے آرہے ہیں تو نازل کردہ احکام وقوانین کے مطابق، اے رسولؐ!) ان کے مالوں میں سے صدقہ وصول کرلو (کیونکہ صدقہ تو مالوں میں سے وہ حصہ ہے جو نازل کردہ نظام کے تحت رفاہ عامہ کی خاطر تقسیم کیے جانے کے لیے ہوتا ہے جس کی وجہ سے صدقہ دینے والے اس نظام کے اراکین تسلیم کیے جائیں گے تاکہ اس طرح اس نظام کی تربیت سے ان کی عقلوں اور دلوں کی) الائشیں ختم ہو کر ان میں پاکیزگی آجائے۔(مگر اس کے ساتھ ساتھ، اے رسولؐ!) ان کے لئے دُعا کرتے رہو کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ تمہاری دُعا ان کے لیے اطمنان کا باعث ہوگی (اور یہ بھی حقیقت ہے کہ) اللہ سب کچھ سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

اَلَمۡ يَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقۡبَلُ التَّوۡبَةَ عَنۡ عِبَادِهٖ وَيَاۡخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيۡمُ ﴿۱۰۴﴾

104- (اور) کیا انہیں اس کا علم نہیں ہے کہ اس میں کوئی شک وشبے والی بات ہی نہیں ہے کہ اللہ اپنے بندوں کی غلط راستے سے نکل کر درست راستے پر آجانے کی واپسی قبول کرلیتا ہے اور (دیگر اہلِ ایمان کی طرح) ان کے صدقات بھی وصول کرلینے والا ہے یعنی قبول کرلینے والا ہے۔(لہٰذا، یاد رکھو کہ یہ ہے وہ) اللہ جو توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول کرنے والا ہے اور ان کی قدم بہ قدم مدد ورہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے۔

وَقُلِ اعۡمَلُوۡا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمۡ وَرَسُوۡلُهٗ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ ؕ وَسَتُرَدُّوۡنَ اِلٰى عٰلِمِ الۡغَيۡبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمۡ بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۰۵﴾ۚ

105-اور ان سے کہہ دو! کہ تم عمل کرو (اور اپنے اعمال سے ثابت کرو کہ یہ توبہ دکھاوے کی نہیں ہے۔ لہٰذا) اللہ اور اس کا رسول اور اہلِ ایمان تمہاری کارکردگی پر نگاہ رکھیں گے (کہ تم کہاں تک اپنی توبہ اور اپنے ایمان میں سچے ہو مگر یاد رکھو کہ انسان انسان کو فریب دے سکتا ہے لیکن) تم واپس اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے جو غیب اور ظاہر سب کا علم رکھتا ہے (جسے دھوکہ وفریب نہیں دیا جا سکتا)۔

وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝١٠٦

106-اور (اسی سلسلے میں) کچھ اور لوگ ہیں جنہیں اللہ کے حکم کے مطابق رعایت دی گئی ہے (اور اس رعایت کے دوران یہ ثابت کریں گے کہ یہ اپنے اعمال کی سچائی پر کہاں کھڑے ہیں جس کی بناء پر) اللہ انہیں عذاب دے گا یا ان کی توبہ قبول کرے گا کیونکہ اللہ سب کچھ جانتا ہے اور حقائق کی باریکیوں کے مطابق درست اور نادرست کی اٹل حدیں مقرر کر کے فیصلے کرنے والا ہے۔

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًاۢ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝١٠٧

107-اور (ان منافقین میں) کچھ اور لوگ بھی ہیں جنہوں نے ایک مسجد تعمیر کر ڈالی (اور اپنی طرف سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ وہ پکے مومن ہیں حالانکہ ان کا مقصد یہ تھا کہ نازل کردہ نظام کو) نقصان پہنچایا جائے (یعنی مسجد میں بیٹھ کر سازشیں تیار کی جائیں تاکہ ان پر کوئی شک ہی نہ کر سکے) اور اسے کفر کے لئے استعمال کریں (یعنی مسجد میں بیٹھ کر لوگوں کے دلوں میں شک پیدا کیا جائے کہ لازم نہیں کہ تمام کی تمام نازل کردہ سچائیوں کو تسلیم کیا جائے) اور اسے ایک دوسرے سے جدائی پیدا کرنے کے لئے استعمال کریں (یعنی مسجد میں بیٹھ کر یہ باتیں کی جائیں کہ جو اللہ کے حکم کو فلاں طریقے سے مانتا ہے وہ درست ہے باقی سب غلط ہیں) تاکہ اہلِ ایمان فرقوں میں بٹ جائیں۔ (اور یہ مسجد منافقین نے اس لئے بھی تعمیر کی ہے) تاکہ یہ ایسے لوگوں کے لئے گھات لگانے کی پناہ گاہ بن جائے جو پہلے ہی اللہ اور اس کے رسول کے خلاف برسرِ پیکار ہیں۔ مگر یہ لوگ قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ ہم نے (اس مسجد کو بڑی نیک نیتی سے تعمیر کیا ہے کیونکہ اس کا مقصد زندگی میں) سوائے حسن وتوازن قائم کرنے کے اور کوئی ہمارا ارادہ ہی نہیں ہے۔ مگر یہ اللہ کی گواہی ہے کہ اس میں کوئی شک وشبے والی بات ہی نہیں کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں۔

لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ؕ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۝١٠٨

108-(لہٰذا، اس مسجد میں، اے رسولؐ!) تم کبھی قدم تک نہ رکھنا۔ البتہ وہ مسجد جس کی پہلے دن سے بنیاد اس بات پر ہے کہ تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام وقوانین اختیار کیے رکھو، وہی اس کی مستحق ہے کہ تم اپنے آپ کو اس میں قائم رکھو۔ اور اس میں وہی لوگ آتے ہیں جو نجاست ومیل کچیل سے پاک ہو کر صاف ستھرا رہنا پسند کرتے ہیں کیونکہ اللہ ایسے ہی پاک اور صاف ستھرے لوگوں سے محبت کرتا ہے۔

(**نوٹ**: یہ آیت اہلِ ایمان کو سخت تنبیہہ کے ساتھ آگاہی دیتی ہے کہ مسلمانوں کی ہر مسجد کی بنیاد صرف دو اصولوں پر ہے: ایک یہ کہ مسجد سے تعلق رکھنے والے مرد اور عورتیں تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام وقوانین اختیار کیے رکھیں اور دوسرے یہ کہ نجاست ومیل کچیل سے پاک رہ کر ہمیشہ صاف ستھرا رہیں)۔

اَفَمَنۡ اَسَّسَ بُنۡيَانَهٗ عَلٰى تَقۡوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضۡوَانٍ خَيۡرٌ اَمۡ مَّنۡ اَسَّسَ بُنۡيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانۡهَارَ بِهٖ فِىۡ نَارِ جَهَنَّمَ‌ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۱۰۹﴾

109-(اور اے رسولؐ پوچھو ان سے کہ) کیا وہ شخص جو اپنی عمارت کی بنیاد اللہ کو راضی رکھنے کے لیے اس بات پر رکھتا ہے کہ تباہ کن نتائج سے بچنے کے لیے اللہ کے احکام وقوانین کو اختیار کیے رکھے بہتر ہے یا وہ شخص جو اپنی عمارت کو بالکل اس کنارے پر بنائے جس کے نیچے سے پانی ساری مٹی ہی بہا کر لے گیا ہو اور وہ گری سو گری کی حالت میں ہو۔ پھر جب گرے تو عمارت والے سمیت جہنم کی آگ میں جا گرے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ ایسی قوم کے لوگوں کو درست اور روشن راہ دکھاتا ہی نہیں جو اللہ کے طے شدہ حقوق کو کم کر کے یا ان سے انکار کر کے زیادتی وبے انصافی کے مجرم بنتے ہیں۔

لَا يَزَالُ بُنۡيَانُهُمُ الَّذِىۡ بَنَوۡا رِيۡبَةً فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ اِلَّاۤ اَنۡ تَقَطَّعَ قُلُوۡبُهُمۡ‌ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ ﴿۱۱۰﴾ ع 13 11 2

110-جو عمارت انہوں نے بنائی ہے وہ ہمیشہ ان کے دلوں میں شک کا باعث رہے گی یہاں تک کہ ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو کر رہ جائیں گے (اور اے نوع انسان یہ تنبیہہ اس اللہ کی جانب سے ہے) جو سب کچھ جاننے والا ہے اور حقائق کی باریکیوں کے مطابق درست اور نادرست کی اٹل حدیں مقرر کر کے فیصلے کرنے والا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ اشۡتَرٰى مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اَنۡفُسَهُمۡ وَاَمۡوَالَهُمۡ بِاَنَّ لَهُمُ الۡجَــنَّةَ‌ؕ يُقَاتِلُوۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ فَيَقۡتُلُوۡنَ وَيُقۡتَلُوۡنَ‌ وَعۡدًا عَلَيۡهِ حَقًّا فِى التَّوۡرٰٮةِ وَالۡاِنۡجِيۡلِ وَالۡقُرۡاٰنِ‌ؕ وَمَنۡ اَوۡفٰى بِعَهۡدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسۡتَبۡشِرُوۡا بِبَيۡعِكُمُ الَّذِىۡ بَايَعۡتُمۡ بِهٖ‌ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ ﴿۱۱۱﴾

111-(ایک طرف یہ منافقین ہیں جو جہاد سے بچنے کے لئے بہانہ سازیاں کرتے رہے دوسری طرف) اس میں کوئی شک وشبے والی بات ہی نہیں کہ اللہ نے (اپنے نازل کردہ نظام کے قیام واستحکام کی خاطر) اہلِ ایمان کی جانیں اور مال خرید لئے ہیں اور بدلے میں ان کے لئے جنت ہے یعنی ایسی راحت ہے جو ابدی مسرتوں سے لبریز ہے اور اہلِ ایمان

اللہ کی راہ میں یعنی اللہ کی نازل کردہ مستقل قدروں کی حفاظت کے لئے ماریں گے مر جائیں گے کے جذبے کے ساتھ جہاد کرتے چلے جائیں گے (اور اللہ کی خاطر لڑنے والے اہلِ ایمان کے لئے اللہ کا یہ معاہدہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ) ان کے لئے یہ سچا معاہدہ تورات اور انجیل میں بھی تھا اور اب قرآن میں بھی ہے۔ اور اللہ سے بڑھ کر اپنے عہد کو پورا کرنے والا کون ہوسکتا ہے۔ (لہٰذا، اے اہلِ ایمان) تم اس سودے پر جو تم نے اللہ کے ساتھ طے کرلیا ہے خوشیاں مناؤ کیونکہ اس سودے سے تو تم زندگی کی سب سے بڑی مرادیں پا گئے ہو۔

(**نوٹ**: اِس آیت کے مطابق اسلامی ریاست میں جشنِ جہاد منانے کا اہتمام کیا جانا چاہیے)۔

اَلتَّآئِبُوۡنَ الۡعٰبِدُوۡنَ الۡحٰمِدُوۡنَ السَّآئِحُوۡنَ الرّٰكِعُوۡنَ السّٰجِدُوۡنَ الۡاٰمِرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَالنَّاهُوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ وَالۡحٰفِظُوۡنَ لِحُدُوۡدِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۱۲﴾

112-(اللہ کے ساتھ معاہدہ طے کرنے والے یہ وہ اہلِ ایمان ہیں) کہ جب کبھی ان کا قدم کسی غلط راستے پر پڑ جائے تو وہ وہیں رک جاتے ہیں اور اللہ سے معافی مانگتے ہوئے واپس صحیح راہ پر آ جاتے ہیں (اَلتَّــآئِبُوۡنَ)، اور رضا کارانہ طور پر اس کے احکام وقوانین کی اطاعت کرتے ہیں یعنی اللہ کی غلامی کرنے والے ہیں (الۡعٰـبِـدُوۡنَ) اور وہ اپنی ذات کے اندر اور ذات کے باہر یعنی انفس وآفاق پر غور وفکر کرنے والے ہیں تاکہ ان کی حقیقتوں پر پہنچتے رہیں اور کہتے رہیں کہ واہ اللہ ہر حقیقت تیری عظمت وبرتری ہی ثابت کررہی ہے (الۡـحٰـمِـدُوۡنَ) اور (اپنی ان تحقیقات کے لئے) انہیں جہاں جہاں بھی سفر کرنا پڑے وہ کرتے ہیں (السَّــآئِـحُـوۡنَ) اور ہمیشہ اللہ کے احکام وقوانین کے آگے جھکے رہتے ہیں (الرّٰكِعُوۡنَ) اور اپنا تکبر وغرور ختم کرکے اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں (السّٰـجِدُوۡنَ) اور ان باتوں کا حکم دیتے ہیں جو عین اللہ کے احکام وقوانین کے مطابق ہیں (الامرون بالمعروف) اور ان باتوں سے روکتے ہیں جن سے اللہ کے احکام منع کرتے ہیں (الناھون عن المنکر) اور وہ ان تمام حدود پر عمل کرتے ہیں یعنی ان کی حفاظت کرتے ہیں جو اللہ کے احکام نے متعین کردی ہوئی ہیں (والحفظون الحدود الله) چنانچہ یہ ہیں وہ اہلِ ایمان (جن کے لئے دنیا اور آخرت کی خوشگواریوں اور سرفرازیوں) کی بشارتیں ہیں۔

(**نوٹ**: عمومی طور پر یہ آیت ہر مسلمان کے لئے آگاہی ہے کہ وہ زندگی کے اعمال کی سمت کا تعین ایسے ہی کرے جیسے اس آیت میں بتلایا گیا ہے مگر اسلامی ریاست میں جن کے پاس قوتِ فیصلہ اور قوتِ اختیار ہے تو ان کی خصوصی ذمہ داری ہے کہ وہ ریاست کے افراد کے اعمال کی سمت کا تعین اس آیت کے مطابق کریں کیونکہ آیت میں الامرون کا لفظ ہے جس کا واضع مطلب حکم کرنے والے ہے۔ کیونکہ عام آدمی حکم نہیں کرسکتا اور ریاست کے حکام ہی حکم کر سکتے ہیں لہٰذا انہیں اس سے آگاہ ہونا چاہیے)۔

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۳﴾

113-(بہر حال) اے نبی! تمہارے لئے اور اہلِ ایمان کے لئے یہ درست نہیں کہ مشرکوں کے لئے یعنی ان لوگوں کے لئے جنہوں نے اللہ کے اختیارات میں کسی اور کو شریک کر رکھا ہے اللہ سے حفاظت کی دعا مانگیں چاہے یہ (مشرکین) قریب ترین رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں جبکہ ان پر واضح ہو چکا ہو کہ وہ جحیم والے لوگ ہیں۔

(نوٹ: جحیم کا مادہ (ج۔ح۔م) ہے اس کے بنیادی معنی ہیں: رک جانا۔ تنگ دلی کی وجہ سے جل بھن جانا۔ آگ بھڑکانا۔ جہنم وغیرہ۔ رُک جانے کے حوالے سے اصحاب الجحیم کا مطلب ہے ''وہ لوگ جن کی مرنے کے بعد والی حسین ابدی زندگی کے لیے ہوتی ہوئی نشو ونما شرک یا ایسی ہی کسی اور وجہ سے رُک جاتی ہے اور نتیجے کے طور پر وہ جہنم میں چلے جاتے ہیں)۔

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ۭ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾

114-اور (اس پر تمہارے دل میں خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ ابراہیمؑ نے اپنے مُشرک باپ کے لئے کیوں حفاظت کی دُعا مانگی تھی تو اس کی وجہ یہ تھی کہ) ابراہیم کا اپنے باپ کے لئے حفاظت کی دُعا مانگنا سوائے اس بات کے کوئی اور سبب نہیں تھا کہ اس نے اپنے باپ سے وعدہ کیا ہوا تھا کہ وہ اس کے لئے اللہ سے حفاظت مانگے گا (اس توقع پر کہ اس کا باپ اللہ پر ایمان لے آئے گا) مگر جب اس پر یہ بات کھل گئی کہ اس کا باپ اللہ کا دشمن ہے تو وہ اس سے بیزار ہو گیا اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ابراہیم بڑا ہی غم خوار تھا اور غلطیوں سے درگذر کر کے سنورنے کے لئے مہلت دینے والا تھا (اسی لئے وہ اتنا عرصہ اس توقع میں رہا کہ اس کا باپ اللہ پر ایمان لا کر اپنے آپ کو اللہ کی حفاظت میں لے آئے گا)۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًۢا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾

115-اور (یہ منافق، مشرک اور کافر تو اللہ کے بتلائے ہوئے راستے پر خود ہی نہیں آئے ورنہ) اللہ کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ وہ کسی قوم کو صحیح راستہ دکھا کر پھر یونہی اس کے لئے (کامیابی) کی درست راہ گم کر دے۔ (اس کا طریقہ یہ ہے کہ) پہلے وہ اس بات کی وضاحت کر دیتا ہے کہ اسے کس چیز سے بچ جانا چاہیے کیونکہ تحقیق کرنے والے تو جانتے ہیں کہ اللہ تمام چیزوں کا لامحدود علم رکھتا ہے (اس لئے وہ جو بھی تنبیہ کرتا ہے وہ ہر لحاظ سے سچ ہو کر رہتی ہے)۔

اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۭ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۱۶﴾

116-(اتنا ہی نہیں کہ وہ ہر شے کا علم رکھتا ہے بلکہ) ہر تحقیق گواہ ہے کہ سارے آسمانوں اور زمین میں سارے کا سارا اختیار و اقتدار صرف اللہ کا ہی ہے یہاں تک کہ وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے۔ اسی وجہ سے تمہارے لئے سوائے اللہ

کے نہ ہی کوئی ولی اور نہ کوئی مددگار ہوسکتا ہے۔ (یہ ہے وہ حقیقت جس کا منافق، مشرک اور کافر اپنے اپنے طریقے کے مطابق انکار کرتے رہتے ہیں)۔

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۙ﴿۱۱۷﴾

117-(اس لئے انہیں یقین کر لینا چاہیے کہ جو اللہ کی طرف ہو جاتا ہے تو اللہ اس پر بار بار رحمت کرتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر تم غور کرو اور جسے) تحقیق کرنے والے بھی جانتے ہیں کہ اللہ نے نبی اور ان مہاجرین و انصار پر ایک بار پھر توجہ کی (یعنی ان کی ایک بار پھر مدد و رہنمائی کی) جو مشکل وقت میں بھی نبی کی پیروی کرتے رہے (حالانکہ یہ صورتِ حال اس قدر مشکل اور مصیبت سے بھری ہوئی تھی کہ اس) کے بعد قریب تھا کہ ان میں سے ایک گروہ کا دل ڈول جاتا اور قدم ڈگمگا جاتے۔ لیکن ایک بار پھر وہ ان پر متوجہ ہوا یعنی اس نے ان کی مدد و رہنمائی کی کیونکہ اس میں کوئی شک وشبے والی بات ہی نہیں کہ اللہ رکاوٹ پیدا کرنے والے اسباب ختم کر کے نشوونما کے لئے سازگار حالات پیدا کرنے والا ہے (راوف) اور وہ سنورنے والوں کی قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے۔

وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَيْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ع﴿۱۱۸﴾

ع 14 8 3

118-اور (اسی طرح اللہ نے اپنے فیصلے کو) ان تین لوگوں کے لئے موخر کر دیا تھا (جو جہاد میں جانے والوں کی بجائے پیچھے رہ جانے والوں میں سے تھے مگر انہوں نے اپنی غلطی کا صاف اعتراف کر کے دل سے توبہ کی تھی لیکن فیصلہ ہونا باقی تھا اور فیصلہ معلق ہونے کی وجہ سے ان کی حالت) یہاں تک ہو چکی تھی کہ زمین اپنی تمام تر وسعتوں کے باوجود ان پر تنگ ہو گئی اور وہ خود اپنے آپ سے تنگ آ گئے اور انہیں معلوم ہو گیا (کہ اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کے بعد انہیں) سوائے اللہ کے کہیں اور پناہ نہیں مل سکتی چنانچہ ایک بار پھر اللہ نے ان کی توبہ قبول کرتے ہوئے ان کی مدد و رہنمائی کی تاکہ وہ دوبارا (اہلِ ایمان میں شامل ہو کر دین پر) قائم رہ سکیں کیونکہ اس میں کوئی شک وشبے والی بات ہی نہیں کہ اللہ توبہ قبول کرنے والا ہے اور سنورنے والوں کی قدم بہ قدم رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۹﴾

119-اے اہلِ ایمان! تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام و قوانین کو اختیار کیے رکھو اور ان کا ساتھ دو جو سچ پر قائم رہنے والے ہیں (ورنہ جھوٹ قائم کرنے والے غالب آ جائیں گے اور دنیا میں تباہیاں اور خرابیاں پیدا ہو جائیں

گی)۔

مَا كَانَ لِاَهۡلِ الۡمَدِيۡنَةِ وَمَنۡ حَوۡلَهُمۡ مِّنَ الۡاَعۡرَابِ اَنۡ يَّتَخَلَّفُوۡا عَنۡ رَّسُوۡلِ اللّٰهِ وَلَا يَرۡغَبُوۡا بِاَنۡفُسِهِمۡ عَنۡ نَّفۡسِهٖ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ لَا يُصِيۡبُهُمۡ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخۡمَصَةٌ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَـُٔوۡنَ مَوۡطِئًا يَّغِيۡظُ الۡكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوۡنَ مِنۡ عَدُوٍّ نَّيۡلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمۡ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ۙ﴿۱۲۰﴾

120-(ایک اور اصول کو اپنی نگاہ میں رکھو جو رسولؐ کی سرگذشت کے اس واقعہ سے واضح ہے کہ) اہلِ مدینہ اور اس کے اردگرد بسنے والے بدوؤں کے لئے یہ جائز نہیں تھا کہ وہ (جہاد کے وقت) رسول کا ساتھ چھوڑ دیتے اور اپنے آپ کو اس کے مقابلہ میں زیادہ عزیز رکھتے۔ (یہ انہوں نے اس لئے کیا کہ وہ راستے کی مشکلات سے ڈرتے تھے) حالانکہ اللہ کے راستے میں یعنی اللہ کی نازل کردہ مستقل اقدار کی حفاظت کے لئے وہ جو بھی بھوک اور پیاس جھیلتے اور مشقت اٹھاتے اور جو قدم بھی ان کا جہاں پڑتا جس پر کافروں کو غصہ آتا حتی کہ (اس جہاد میں) ہر نقصان جو انہیں دشمن کی طرف سے پہنچتا تو ان میں سے ہر ایک چیز ان کے لئے عملِ صالح کے طور پر شمار ہوتی چلی جاتی اور اس میں کوئی شک وشبے والی بات ہی نہیں کہ اللہ ایسے لوگوں کا صلہ ضائع نہیں کرتا جو دنیا کے حسن وتوازن میں اضافہ کرنے کی تگ ودو میں مصروف رہتے ہیں (المحسنین)۔

(**نوٹ**: محمدؐ کے بعد اسلامی ریاست کی مرکزی اتھارٹی ہی رسولؐ کی پیروی کا نمونہ ہونا ثابت کرتی ہے جس کے احکام وقوانین جنگ یا امن میں اس کے شہریوں پر لازم ہوتے ہیں۔ اور اس سلسلے میں افراد اپنے اپنے طور پر یا گروہوں یا جماعتوں کے رہبر اپنے اپنے طور پر ایسے احکام وقوانین نہیں دے سکتے جن کی بنیاد پر افراد اسلامی ریاست کی مرکزیت کا ساتھ چھوڑ دیں۔ اس آیت میں اہلِ ایمان کو ایسی ہی آگاہی دی گئی ہے)۔

وَلَا يُنۡفِقُوۡنَ نَفَقَةً صَغِيۡرَةً وَّلَا كَبِيۡرَةً وَّلَا يَقۡطَعُوۡنَ وَادِيًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمۡ لِيَجۡزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحۡسَنَ مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۲۱﴾

121-اور (جہاد کے مقصد کے لئے یہ لوگ) جو بھی خرچ کرتے ہیں چاہے وہ کم ہو یا زیادہ یا وہ جو بھی وادی پار کرتے ہیں (یا اس مقصد کے لئے) وہ جو کچھ بھی عمل کرتے ہیں تو اسے لازماً لکھ لیا جاتا ہے تاکہ اللہ انہیں حسین صلہ عطا کرے۔

وَمَا كَانَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ لِيَنۡفِرُوۡا كَآفَّةً ؕ فَلَوۡلَا نَفَرَ مِنۡ كُلِّ فِرۡقَةٍ مِّنۡهُمۡ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوۡا فِى الدِّيۡنِ وَلِيُنۡذِرُوۡا قَوۡمَهُمۡ اِذَا رَجَعُوۡۤا اِلَيۡهِمۡ لَعَلَّهُمۡ يَحۡذَرُوۡنَ ﴿۱۲۲﴾ ع 15 4 4

122-اور (جنگ میں مصروف رہنے کا یہ مطلب نہیں کہ نازل کردہ نظامِ حیات کے دیگر شعبوں کو نظرانداز کر دیا جائے کیونکہ جب تم جہاد کے لئے نکلے تھے تو) یہ کچھ ضروری نہ تھا کہ سارے کے سارے اہلِ ایمان نکل کھڑے ہوتے۔ ہونا تو

یہ چاہیے تھا (کہ اہلِ ایمان کی آبادی) کے ہر حصہ سے ایک جماعت نکل کر آتی جس کے لوگ (قائم کیے گئے مرکز یا مراکز میں) نازل کردہ نظامِ زندگی کے بارے میں خوب فہم وبصیرت حاصل کرنے پر مامور ہو جاتے اور جب وہ ان کی طرف پلٹ کر آتے تو وہ اپنی قوم کو اس بات کی آگاہی دیتے کہ غلط راستے کیا ہیں اور ان پر چلنے کے نتائج کس قدر خوف ناک ہوتے ہیں تاکہ وہ بھی (تباہی) سے بچتی۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا قَاتِلُوا الَّذِيۡنَ يَلُوۡنَكُمۡ مِّنَ الۡكُفَّارِ وَلۡيَجِدُوۡا فِيۡكُمۡ غِلۡظَةً‌ ؕ وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۱۲۳﴾

123-(مگر دوسری جانب جہاد کی اہمیت کو مت نظر انداز کر دینا۔لہٰذا) اے اہلِ ایمان! تم کافروں میں سے ایسے لوگوں سے جنگ کرو جو تمہارے آس پاس ہیں (یعنی جنہوں نے نازل کردہ سچائیوں واحکام وقوانین سے انکار کر کے سرکشی اختیار کر رکھی ہے مگر آس پاس ہونے کی وجہ سے اس کے اثرات ونقصانات تم پر ہو رہے ہیں۔اور اس کا مقصد یہ ہے) تا کہ وہ تمہاری قوت اور شدت کو محسوس کر لیں۔لیکن تمہیں اس کا علم ہونا چاہیے کہ یقیناً اللہ ان کے ساتھ ہوتا ہے جو تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام وقوانین کو اختیار کیے رکھتے ہیں۔

وَاِذَا مَاۤ اُنۡزِلَتۡ سُوۡرَةٌ فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّقُوۡلُ اَيُّكُمۡ زَادَتۡهُ هٰذِهٖۤ اِيۡمَانًا‌ ۚ فَاَمَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا فَزَادَتۡهُمۡ اِيۡمَانًا وَّهُمۡ يَسۡتَبۡشِرُوۡنَ ﴿۱۲۴﴾

124-اور جب بھی کوئی سورۃ نازل ہوتی ہے تو ان میں سے بعض لوگ (مذاق اڑانے کی خاطر اہلِ ایمان) سے کہتے ہیں! کہ تم میں سے وہ کون ہیں جن کا ایمان ان (نئے احکام وقوانین نے) بڑھا دیا ہے۔(ان سے کہو کہ) پس جو لوگ ایمان والے ہیں تو ان کا ایمان ان (احکام وقوانین کے نازل ہونے سے) اور زیادہ بڑھ جاتا ہے اور وہ اس پر خوشیاں مناتے ہیں۔

وَاَمَّا الَّذِيۡنَ فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ مَّرَضٌ فَزَادَتۡهُمۡ رِجۡسًا اِلٰى رِجۡسِهِمۡ وَمَاتُوۡا وَهُمۡ كٰفِرُوۡنَ ﴿۱۲۵﴾

125-لیکن جن لوگوں کے قلوب میں (کفر ومنافقت) کا مرض ہے تو (یہ نازل کردہ احکام وقوانین) ان کے رجس میں مزید رجس کا باعث بنتے ہیں (یعنی یہ ان کے اضطرابات، شکوک، تعصب، تنگ نگہی، ہٹ دھرمی، میں اضافہ کا باعث بنتے ہیں)۔اور اس طرح حالتِ کفر میں ہی ان کی موت واقع ہو جاتی ہے۔

(**نوٹ**: رجس کا مادہ (ر-ج-س) ہے۔اس کے بنیادی مطالب: سخت آواز۔بہت بُری اور مختلف قسم کی ملی جلی چیزوں کی آواز۔فوج یا سیلاب کا شور وغیرہ ہیں۔دیگر مطالب ان سے اخذ کیے گئے ہیں یعنی ناپسندیدہ حالت۔اضطراب پیدا کرنے والی حالت۔انسانی شخصیت کی صاف وشفاف حالت میں رکاوٹ پیدا کرنے والے عناصر جس سے اُس کی عزت ووقار تباہ ہوتا ہے جیسے تعصب، ہٹ دھرمی، شک، اضطراب، وغیرہ۔بعض مفسرین نے اسی سے رجس کے معنی غلیظ یا پلید کے لئے ہیں یعنی نا

پسندیدہ بُری حالت یا کیفیت وغیرہ)۔

اَوَلَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِىْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۲۶﴾

126-(بہر حال) کیاان لوگوں نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ وہ ہر سال ایک بار یا دوبار آزمائش میں مبتلا کر دیے جاتے ہیں مگر پھر بھی وہ نہ توبہ کرتے ہیں اور نہ ہی وہ سبق آموز آگاہی حاصل کرتے ہیں (کہ منافقت اور رجس ہمیشہ مصیبتوں کا باعث بنتے ہیں)۔

وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ ؕ هَلْ يَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوْا ؕ صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۱۲۷﴾

127-اور (صرف اتنا ہی نہیں بلکہ ان کے رویے یہ ہیں کہ) جب بھی کوئی سورۃ نازل ہوتی ہے تو یہ لوگ (آنکھوں ہی آنکھوں میں) ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ تمہیں کوئی دیکھ تو نہیں رہا (کیونکہ تمہارے چہرے کا تغیر وحی کے نزول کا آئینہ بنا ہوتا ہے۔ پھر بجائے آگاہی حاصل کرنے کے) یہ لوگ منہ پھیر کر چل دیتے ہیں۔ (نتیجہ یہ ہے کہ) اللہ نے ان کے دلوں کو ہی پھیر دیا ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ یہ ایسی قوم ہے جو فہم وبصیرت سے کام ہی نہیں لیتی۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾

128-(حالانکہ اگر یہ ذرا بھی غور کرتے تو انہیں آگاہی ہو جاتی کہ) حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں کے پاس ایک ایسا رسول آیا ہے جو خود ان میں ہی سے ہے (اور جس کی دردمندی کا یہ عالم ہے کہ اگر ذرا سی بھی) انہیں تکلیف پہنچتی ہے تو وہ رنجیدہ ہو جاتا ہے اور اس کی انتہائی آرزو یہ ہوتی ہے کہ (کسی نہ کسی طرح بھلائی کا سامان) ان کے لئے ہو جائے۔ اور اہلِ ایمان کے لئے تو اس کی تگ ودو ہی یہ ہے کہ رکاوٹ پیدا کرنے والے اسباب ختم کر کے ان کی نشوونما کے لئے سازگاری پیدا کی جائے کیونکہ وہ سنورنے والوں کی قدم بہ قدم مدد ورہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے کی کوشش کرتا رہتا ہے (رحیم)۔

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِىَ اللّٰهُ ۖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۲۹﴾ ع 16/7/5

129-(اس کے باوجود نوعِ انسان میں، اے رسولؐ!) اگر یہ لوگ منہ پھیر لیتے ہیں تو ان سے کہہ دو! کہ میرے لئے بس اللہ ہی حساب لینے کے لئے کافی ہے کیونکہ اس کے سوا کسی کی پرستش واطاعت کی ہی نہیں جاسکتی اور میں نے اس پر پورا پورا بھروسہ کر لیا ہوا ہے (اس لئے کہ) وہی ضابطوں والی اُس عظیم قوت کی نشوونما کر رہا ہے جس نے ساری کائنات کو سہارا دے رکھا ہے (عرش)۔